ماہنامہ

انصار اللہ

ستمبر 2006ء

تبوک 1385ہش

ایڈیٹر

نصیر احمد انجم

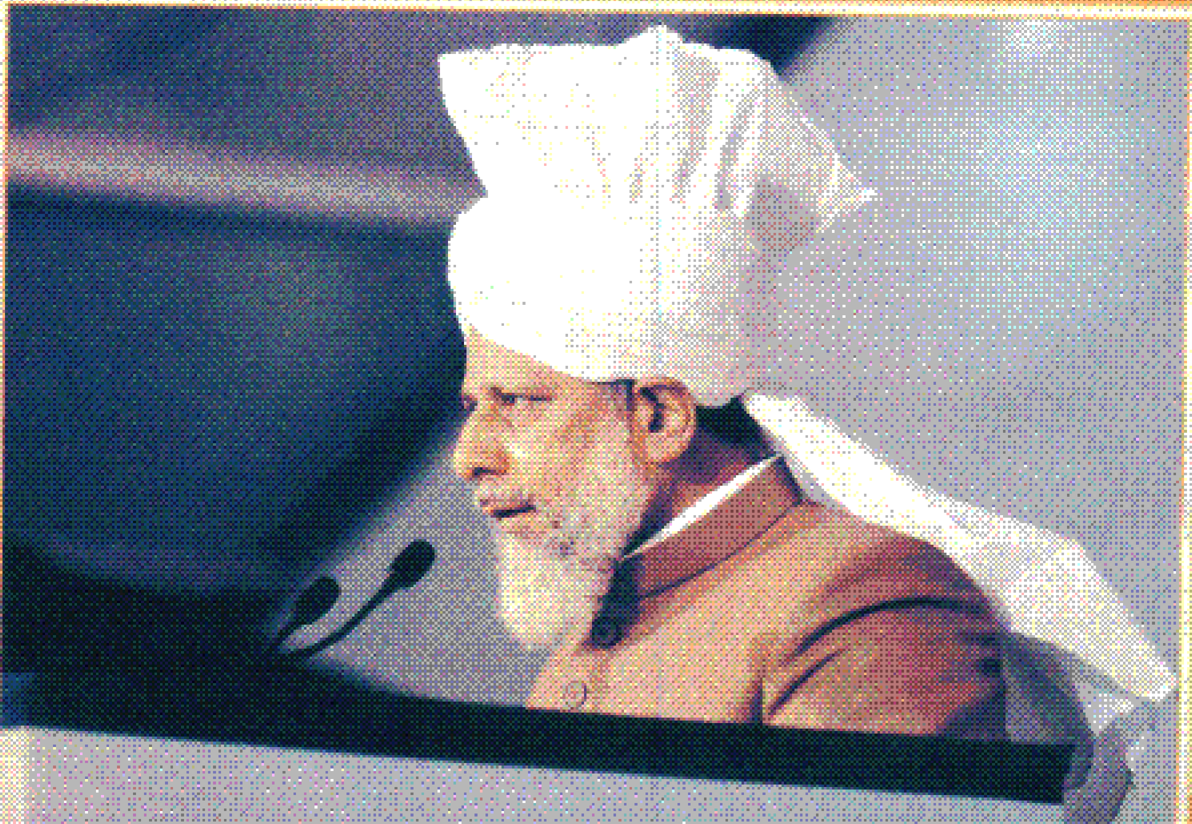

حضور انور اختتامی خطاب فرماتے ہوئے

احمدی انصار کی تربیت کیلئے
ماہنامہ
انصار اللہ
ایڈیٹر: سیّد مبشر احمد ایاز

تبوک 1385 ھش - ستمبر 2006ء
جلد نمبر 47
شمارہ نمبر 9
فون نمبر: 0476-212982 فیکس نمبر: 0476-214631
ای میل: ansarulah60@yahoo.com

ناظمین: ریاض محمود باجوہ - محمود احمد اشرف - خواجہ ایاز احمد

اس شمارہ میں

اداریہ	صفحہ۲
شکر الٰہی	۳
عربی منظوم کلام	۴
فارسی منظوم کلام	۵
اردو منظوم کلام	۶
کلام الامام	۷
تفسیر سورۃ الفیل مرتبہ: مکرم محمود احمد اشرف صاحب	۸ تا ۱۸
قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات	۱۹ تا ۲۸
جلسہ سالانہ برطانیہ (U.K) 2006ء رپورٹ: مکرم محمد محمود احمد طاہر صاحب	صفحہ ۲۹ـ۳۴
صحبت صالحین مرتبہ: مکرم انعام الرحمان ناز صاحب	۳۵ـ۳۸
نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم	۳۹ تا ۴۰

پبلشر: عبد المنان کوثر
پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائنگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ .... ایک سو روپیہ
قیمت فی پرچہ ...... ۱۰ روپے

اداریہ

عالمی بیعت

۱۹۹۳ء سے لے کر تا حال ہر سال جلسہ سالانہ U.K پر عالمی بیعت ہوتی ہے۔ جس میں دنیا کے مختلف خطّوں سے آئے ہوئے، مختلف زبانیں بولنے والے اِنسان اپنی اپنی زبان میں عہد بیعت باندھتے ہیں۔

نئے عہدنامے کی کتاب اعمال الرسل کے دوسرے باب میں یوں درج ہے۔

’’اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی تھی .... جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی اور لوگ دنگ ہو گئے کیونکہ ہر ایک کو یہی سنائی دیتا تھا کہ یہ میری ہی بولی بول رہے ہیں۔‘‘ (اعمال باب نمبر۲ آیات ۴تا۶)

اعمال الرسل کے مصنف نے اِسے عیدِ پنتیکست کے دن کے ایک واقعہ کے طور پر ذکر کیا ہے۔ لیکن غیر جانبدار مورخین میں سے کسی نے اس حیرت انگیز واقعہ کا ذکر اپنی تاریخوں میں نہیں کیا اِس لئے قرین قیاس یہی ہے کہ یہ آئندہ زمانے کے متعلق ایک پیشگوئی تھی جسے ماضی کا ایک واقعہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ عالمی بیعت کے ذریعے اس پیشگوئی کا ظہور بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک بھیڑ اور انبوہ کثیر جمع ہوتا ہے۔ اور انسان حیران ہوتا ہے مختلف علاقوں سے آئے ہزاروں افراد اپنی اپنی زبان میں بیک وقت اپنے ایمان کی تجدید کرتے اور عہد وفا باندھتے ہیں۔

یہ واقعہ تاریخِ عالم میں پہلی مرتبہ ۱۹۹۳ء میں ہی ظاہر ہوا تھا۔ جو اب جلسہ U.K کی ایک ایمان افروز روایت بن گیا ہے۔ ہزاروں افراد جلسہ میں بنفس نفیس اس عظیم الشان تقریب میں شامل ہوتے ہیں، جبکہ دنیا بھر کے کروڑوں احمدی M.T.A کی براہ راست نشریات کے ذریعہ اس میں شامل ہوتے ہیں۔ کہیں پر سپیدہ سحر نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور احمدی ٹی وی کے آگے بیٹھے بیعت کرتے اور سجدہ شکر بجا لا رہے ہوتے ہیں۔ کہیں عین نصف النہار کے وقت، کہیں شام ڈھل رہی ہوتی ہے کہیں آدھی رات بیت چکی ہوتی ہے۔ دنیا بھر کے احمدی اپنے ملک میں، اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے احمدیت کی اس خوبصورت لڑی میں پروئے ہوئے موتی بن جاتے ہیں۔ یہ کتنا دل آویز اور روح کو تسکین دینے والا ہوتا ہے۔ جس سے ہم احمدی ہر سال گزرتے ہیں۔ کاش کوئی اس پر غور کرے۔

القرآن

شکرِ الٰہی

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (لقمان:13)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی (یہ کہتے ہوئے) کہ اللہ کا شکر ادا کر اور جو بھی شکر ادا کرے تو وہ محض اپنے نفس کی بھلائی کے لئے ہی شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ غنی ہے (اور) بہت صاحبِ تعریف ہے۔

حدیث نبوی ﷺ

شکر کا احسن طریق

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ: اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الفتح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کر نماز پڑھتے یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو کر پھٹ جاتے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے سب قصور معاف فرما دیئے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: کیا میں یہ نہ چاہوں کہ اپنے رب کے فضل و احسان پر اس کا شکر گزار بندہ بنوں۔

عربی منظوم کلام

بارگاہِ الٰہی میں عاجزانہ دُعا

وَكُنْ رَبِّ حَنَّانًا كَمَا كُنْتَ دَائِمًا
وَإِنْ كُنْتُ قَدْ غَادَرْتُ عَهْدًا فَذَكِّرِ

اور اے میرے ربّ! تو مہربان رہ جیسا کہ تو ہمیشہ مہربان تھا اور اگر میں ذمہ داری کو چھوڑ چکا ہوں تو یاد دلا

وَإِنَّكَ مَوْلَى رَاحِمٌ ذُوْ كَرَامَةٍ
فَبَعِّدْ عَنِ الْغِلْمَانِ يَوْمَ التَّشَوُّرِ

اور یقیناً تو رحم کرنے والا آقا اور صاحب کرم ہے سو تو اپنے غلاموں سے شرمندگی کے دن کو دور کر دے

وَلَيْسَتْ عَلَيْكَ رُمُوْزُ أَمْرِيْ بِغُمَّةٍ
وَتَعْرِفُ مَسْتُوْرِيْ وَتَدْرِيْ مُقَعَّرِيْ

اور میرے کام کے رموز تجھ پر مخفی نہیں ہیں اور تو میری پوشیدہ باتوں کا علم رکھتا ہے اور میرے دل کی گہرائی کو جانتا ہے

زُلَالُكَ مَطْلُوْبٌ فَأَخْرِجْ عُيُوْنَهُ
جَلَالُكَ مَقْصُوْدٌ فَأَيِّدْ وَأَظْهِرِ

تیرا آبِ زلال مجھے مطلوب ہے سو اس کے چشموں کو جاری کر، تیرا جلال مقصود ہے پس تائید کر اور اپنا جلال ظاہر کر

وَجَدْنَاكَ رَحْمَانًا فَمَا الْهَمُّ بَعْدَهُ
نَعُوْذُ بِنُوْرِكَ مِنْ زَمَانٍ مُكَوَّرِ

جب ہم نے تجھ کو رحمان پایا ہے تو اس کے بعد کیا غم ہو سکتا ہے، ہم تاریک زمانہ سے تیرے نور کی پناہ لیتے ہیں

("سرّ الخلافۃ" روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۹۱)

فارسی منظوم کلام

دست در کار و خیال اندر نگار

کامل آں باشد کہ بافرزند و زن
باعیال و جُملہ مشغولیٔ تن

کامل وہ ہوتا ہے جو باوجود بیوی بچوں کے اور باوجود عیال اور جسمانی مشاغل کے

باتجارت باہمہ بیع و شرا
یک زماں غافل نہ گردد از خدا

اور باوجود تجارت اور خرید و فروخت کے کسی وقت بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا

ایں نشانِ قوّتِ مردانہ است
کاملاں را بس ہمیں پیمانہ است

یہ ہے نشان جوانمردی کا اور کاملوں کو پرکھنے کا بس یہی معیار ہے

سوختہ جانے ز عشقِ دلبرے
کے فراموشش کند با دیگرے

جس کی جان دلبر کے عشق میں جلی ہوئی ہو وہ اُس کو بُھول کر کسی اَور کی طرف کب توجہ کر سکتا ہے

او نظر دارد بغیر و دل بہ یار
دست در کار و خیال اندر نگار

وہ بظاہر غیر کی طرف نظر رکھتا ہے لیکن دل یار کی طرف ہی ہوتا ہے۔ ہاتھ کام میں ہوتا ہے لیکن خیال محبوب کی طرف

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اصفحہ ۶۲۹۔۶۳۰)

اردو منظوم کلام

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا

بن دیکھے کس طرح کِسی مہ رُخ پہ آئے دِل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دِیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حُسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

ہر چیز میں خُدا کی ضیاء کا ظہور ہے
پر پھر بھی غافلوں سے وُہ دِلدار دُور ہے
جو خاک میں مِلے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے! یہ نسخا بھی آزما

عاشق جو ہیں وہ یار کو مر مر کے پاتے ہیں
جب مر گئے تو اُس کی طرف کھینچے جاتے ہیں
یہ راہ تنگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے
دِلبر کی مرنے والوں پہ ہر دم نگاہ ہے

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں
جو مر گئے اُنہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اِس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

(درثمین اردو صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۳)

کلام الامام

دنیا اور آخرت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’پس انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا جو اس نے انسانی تربیت اور تکمیل کے واسطے مہیا کئے ہیں۔ان کا خیال کر کے اس کا شکریہ کرے اور غور کرے کہ اتنے قویٰ اس کو کس نے عطاء کئے ہیں۔انسان شکر کرے یا نہ کرے۔یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔لیکن اگر فطرتِ سلیم رکھتا ہے اور سوچ کر دیکھے گا تو اس کو معلوم ہو گا کہ کیا ظاہری اور کیا باطنی ہر قسم کے قویٰ اللہ تعالیٰ ہی کے دیئے ہوئے ہیں اور اِسی کے تصرف میں ہیں۔چاہے تو ان کو شکر کی وجہ سے ترقی دے اور چاہے تو ناشکری کی وجہ سے ایک دم ضائع کر دے۔غور کا مقام ہے کہ اگر یہ تمام قویٰ خود انسان کے اپنے اختیار اور تصرف میں ہوں تو کون ہے کہ اس کا مَرنے کو جی چاہے۔انسان کا دل دُنیا کی محبت کی گرمی کی وجہ سے آخرت سے بےفکری و سرد مہری اختیار کر لیتا ہے۔غافل انسان ایسا نادان ہے کہ اگر اس کو خدا سے پروانہ بھی آ جاوے کہ تمہیں بہشت ملے گا۔آرام ہو گا۔اور طرح طرح کے باغ اور نہریں عطا کی جاویں گی۔تمہیں اجازت ہے اور تمہاری اپنی خواہش اور خوشی پر منحصر ہے کہ چاہو تو ہمارے پاس آ جاؤ اور چاہو تو دُنیا میں ہی رہو۔تو یاد رکھو کہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ وہ اسی دُنیا کے گذارہ کو ہی پسند کریں گے اور باوجود طرح طرح کی تلخیوں اور مشکلات کے اِسی دُنیا سے محبت کریں گے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۶۴۲)

تفسیر سورۃ الفیل

(تحریر و ترتیب: مکرم محمود احمد اشرف صاحب)

سیدنا حضرت مصلح موعود کی ایک غرض اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہو۔ تفسیر اس کا ایک روشن ثبوت ہے ذیل میں سورۃ الفیل کی تفسیر کا خلاصہ پیش ہے جو کہ بڑی حد تک حضور رحمہ اللہ کے اپنے الفاظ میں ہی ہے۔

سورۃ الھمزہ سے تعلق

سورۃ الھمزہ میں بتایا گیا تھا کہ مکے والے جو بڑے کہلاتے ہیں۔ مال و دولت کی وجہ سے خود کو بڑا خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے اقتدار اور رتبہ کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غالب نہیں آسکتے اور ہم کبھی نامراد نہیں ہوسکتے۔ یہ تباہ ہوں گے اور ان کا انجام دردناک ہوگا۔ یہاں قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کس طرح ہوگا۔ یعنی عقل نہیں مان سکتی کہ اتنے بڑے لوگ ہار جائیں اور کمزور جیت جائیں۔ پس اب سورۃ الفیل میں ایسا ہی واقعہ پیش کیا گیا جسے عقل نہیں مان سکتی۔ اس میں جو کچھ ہوا تقدیر کے مطابق ہوا۔ یعنی ایک بہت بڑا اور منظم حکومت والا بادشاہ ہار گیا۔ مکے والے جو ہتھیار ڈال چکے تھے وہ غالب رہے یعنی خدا نے خود مکہ کو محفوظ رکھا اور دشمن کو تباہ کر دیا۔ پس اب بھی ایسا ہی ہوگا۔

حضور کی پیدائش سے پہلے آپ کیلئے نشان دکھایا گیا تو اب کیا نہیں دکھایا جائے گا؟

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ شخص ہوں جو اُن ابراہیمی دُعاؤں کا ثمر ہوں جو آپ نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے وقت کی تھیں۔ خانہ کعبہ قائم ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرنے والا نبی یہاں پیدا ہو۔ یعنی کعبہ مقصود بالذات نہ تھا بلکہ یہ علامت تھی اُس آنے والے کی جس نے ابراہیمی دعاؤں کے ماتحت دُنیا کی ہدایت کے لئے آنا تھا۔ بس یہاں بتایا گیا ہے کہ اے مکے والو تم اس کو کمزور اور خود کو طاقتور کہتے ہو۔ خود ہی سوچو کہ جس خدا نے تمہارے جیسے کمزور انسانوں کے ہوتے ہوئے مکہ کو اصحاب الفیل کے حملہ سے بچایا تھا یعنی اگر علامت کے لئے یہ نشان دکھایا گیا تھا کہ مقصود کے لئے کتنا بڑا نشان ظاہر ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کی خاطر اصحاب الفیل کو تباہ کر دیا تھا تو کیا پیدائش کے بعد خُدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دے گا؟ نہیں بلکہ وہ اُس وجود کی عظمت کے اظہار کے لئے سب کچھ کرے گا۔ پس تمہیں اپنی فکر کرنی چاہئے کہ

ایسا نہ ہو کہ اُس کی مخالفت میں تم اپنی عاقبت تباہ کرلو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ

یہاں تَـرَیٰ سے رویت قلبی مراد ہے کیونکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ اصحاب الفیل کا واقعہ حضورؐ کی پیدائش سے کتنا پہلے ہوا۔اس میں اختلاف ہے۔مورخین نے اسے ستر، چالیس، تیس، پندرہ سال پہلے کا قرار دیا ہے۔لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ پیدائش کے سال کا ہی ہے۔

تَـرَیٰ میں یہاں براہ راست حضورؐ مخاطب ہیں اور پھر آپ کے توسط سے باقی دُنیا مخاطب ہے۔کیونکہ آگے فرمایا کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ ۔پس تَرَیٰ اور رَبُّکَ کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس واقعہ کا خصوصیت سے حضورؐ سے تعلق ہے۔ اورحقیقت میں اس کے معنی یہی ہیں کہ ہم نے اس وقت جو کیا تھا تیرے لئے کیا تھا۔ورنہ اصحاب الفیل کے واقعہ کا علم صرف حضور کو ہی نہیں تھا بلکہ عرب کا بچہ بچہ جانتا تھا۔

کیف کا لفظ ہے 'ما' کا نہیں اور یہ بتاتا ہے کہ یہاں یہ بیان کرنا مقصود نہیں کہ اصحاب الفیل سے کیا ہوا بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اصحاب الفیل سے جو کچھ ہوا کس طرح ہوا۔یعنی کمیت پر زور دینا مقصود نہیں اور یہ مراد نہیں کہ دس ہاتھی مرے تھے یا سو ہاتھی مرے تھے۔افسر مرے تھے یا ماتحت بلکہ کیفیت کا بتانا مقصود ہے۔یعنی غیر معمولی حالات اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کردیئے گئے تھے۔مفسرین نے کمیت پر زور دیا ہے حالانکہ قرآن اس پر زور ہی نہیں دے رہا۔جس امر پر زور ہے وہ یہ کہ تم میرا ہاتھ دیکھو اور اس امر پر غور کہ جو کچھ کیا تھا میں نے کیا تھا کوئی انسانی ہاتھ اس میں دخل نہیں رکھتا تھا۔

دوسرا اس امر پر زور ہے کہ یہ فعل خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنی قدرت دکھانے کے لئے کیا۔خانہ کعبہ کی حفاظت ضمنی چیز ہے۔اگر کعبہ مقصود اوّل ہوتا تو فرماتا اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّ الۡکَعۡبَۃِ.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس واقعہ سے کیا تعلق ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعائے ابراہیمی کا ثمر ہے۔دعا یہ تھی کہ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡہِمۡ (البقرہ ع ۱۵) یعنی اے ہمارے رب تو اُس نسل میں سے جو میں مکے میں چھوڑے جا رہا ہوں ایک نبی بھیجو۔وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ کے معنی ہیں وَابۡعَثۡ فِیۡ اَہۡلِ مَکَّۃَ یعنی اہل مکہ میں ایک رسول بھیجو جو مِنۡہُمۡ ہو یعنی انہی میں سے ہو۔بے شک آپ ساری دُنیا کے لئے تھے لیکن

اوّلیت مکہ کو حاصل تھی اور آپ نے سب سے پہلے اہل مکہ کی اصلاح کر کے اُن کا تزکیہ کرنا تھا۔ مکہ والوں کو ایک بڑی قوم بنانا تھا۔ پس اگر خانہ کعبہ تباہ ہو جاتا تو مکہ کے لوگ روزی کے لئے اِدھر اُدھر چلے جاتے۔ اہل مکہ کعبہ کی وجہ سے ہی وہاں بیٹھے تھے۔ جس طرح مجاور قبروں پر بیٹھے ہوتے ہیں اور جن کی آمد قبر کے چڑھاوے پر منحصر ہوتی ہے۔ پس کعبہ تباہ ہو جاتا تو مکہ کے لوگوں کے گذارہ کی کوئی صورت نہ رہتی۔ اور نہ ہی مکہ والوں کا کوئی ادب یا احترام باقی رہ جاتا۔ کعبہ کے مقدس ہونے کا دعویٰ باطل ہو جاتا کہ اگر مقدس تھا تو تباہ کیوں ہوا۔ پس ابراہیم علیہ السلام کی دُعا پوری نہ ہو سکتی تھی جب تک کہ مکہ کو آباد نہ رکھا جاتا کیونکہ خبر یہ تھی کہ وہ مکہ میں آئے گا اور مکہ کے لوگوں میں رہے گا۔

اصحاب الفیل یمن کی حاکم قوم تھی اور ساری قوم کی تباہی کا ذکر کیا گیا ہے

صرف ابرہہ کے ساتھ اصحاب الفیل نہیں تھے بلکہ فیل والی قوم یمن کی حاکم قوم تھی۔ اس کی تباہی کا ذکر ہے اگر کسی لشکر کی توپیں توڑ دی جائیں یا لشکر کو تباہ کر دیا جائے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے توپوں والوں کو تباہ کر دیا ہے۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے فلاں لشکر کو تباہ کر دیا لیکن یہ نہیں کہ توپوں کو تباہ کر دیا توپوں والوں کو تباہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی ضرب لگائی کہ صرف ایک بڑا لشکر ہی تباہ نہیں ہوا بلکہ ان کے پیچھے جو ملکی قوت تھی اُس کو بھی توڑ دیا۔

حکمت یہ تھی کہ کسی لشکر کا تباہ ہو جانا خطرہ کو کم نہیں کرتا بلکہ خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر صرف ابرہہ مارا جاتا یا اُس کے لشکر کو نقصان پہنچ جاتا تو پیچھے یمن کی حکومت تھی۔ حبشہ کی حکومت تھی جس کا ابرہہ گورنر تھا۔ یہ حکومتیں اپنی ساری طاقت عرب کی تباہی میں لگا سکتی تھیں۔ وہ تھوڑے وقفہ سے اپنے لشکر بھیج کر بآسانی عربوں کو تباہ کر سکتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول کریمؐ کا مکہ میں پلنا، جوان ہونا، مکہ والوں کا آپ کے بلند کردار کا مشاہدہ کرنا اور پھر دعائے ابراہیمی کا پورا ہونا ناممکن ہو جاتا۔ اس طرح اسلام کی بنیاد ہی خطرے میں پڑ جاتے۔ پس فرمایا کہ ہم نے صرف ابرہہ اور اُس کے لشکر کو ہی نہیں بلکہ اُس قوت کو کچل دیا جو اُس کے پیچھے کام کر رہی تھی۔

تاریخی پسِ منظر

یہ واقعہ اکثر اور معتبر روایات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے سال میں ہوا۔ اس واقعہ سے چند سال پہلے یمن پر حمیر کی حکومت تھی۔ حمیر عرب کی ایک قوم ہے۔ اور ذونواس حمیری بادشاہ حکمران تھا۔ یہ عیسائیوں کا شدید دشمن تھا۔ میرا خیال ہے کہ شاید یہ دشمن اس لئے ہو کہ یمن حبشہ کے ساحل کے مقابل پر ہے۔ اس لئے ممکن ہے قریب ہونے کی وجہ سے اُس کا حبشہ سے بگاڑ ہو جایا کرتا ہو۔ ایک دفعہ اُس نے غصہ میں آ کر اپنے ملک کے ۲۰ ہزار عیسائی گرفتار کئے اور خندقیں کھود کر اُن کو زندہ اُن میں جلا دیا۔ صرف ایک عیسائی جس کا

نام دوس ثعلبان تھا وہ بچ کر بھاگ نکلا۔ اس وقت عیسائیوں کا تمام دارومدار رومی حکومت پر تھا چنانچہ اس نے شام پہنچ کر قیصر سے فریاد کی کہ اس قتلِ عام کا بدلہ لیا جائے۔ روم کی سرحد یمن کے ساتھ نہیں ملتی تھی کیونکہ درمیان میں پانچ چھ سو میل کا آزاد علاقہ تھا۔ چنانچہ قیصر خود کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے دوس ثعلبان کو حبشہ کے بادشاہ کے نام جو اُس کے ماتحت تھا۔ ایک چٹھی لکھ کر دی کہ بدلہ لیا جائے۔ حبشہ کے بادشاہ اُس وقت نجاشی کہلاتے تھے۔ اُس وقت جو نجاشی حکومت کررہا تھا اُس کا نام اصحمہ بن بحر تھا۔ یہ وہی نجاشی ہے جس کے زمانہ میں صحابہؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور یہی بالآخر مسلمان ہوگیا تھا۔

چنانچہ اصحمہ نے دو جرنیل بڑے لشکر کے ساتھ یمن بھجوائے۔ ایک کا نام اریاط اور دوسرا ابرہہ بن الصباح تھا۔ رومی حکومت اور اس کے ماتحت حکومتوں میں دو جرنیل بھیجنے کا دستور تھا۔ یہاں تک کہ رومی حکومت میں بعض دفعہ دو دو ڈکٹیٹر بھی مقرر کئے جاتے تھے۔ یہ اس لئے ہوتا تھا تاکہ دونوں ایک دوسرے کے نگران رہیں اور کوئی شرارت نہ کرسکے۔

ان دونوں جرنیلوں نے حمیری حکومت سے جنگ کر کے اُسے شکست دی اور یمن میں مسیحی حبشہ حکومت قائم کردی۔ کچھ عرصہ بعد دونوں جرنیلوں میں باہمی اختلاف پیدا ہوگیا۔ یہاں تک کہ اپنے اپنے لشکر لے کر صف آرا ہوگئے۔ لیکن پھر اجتماعی اور قومی مفاد کی خاطر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم قوم کو کیوں مروائیں۔ صرف ہم دونوں لڑتے ہیں جو جیت جائے گا وہی حکومت کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اریاط نے آگے بڑھ کر کاری وار کیا اور ابرہہ زخمی ہوکر گیا۔ اریاط تلوار سے ابرہہ کو مار ڈالنے کے لئے آگے بڑھا تو اچانک ابرہہ کے ایک غلام نے اریاط پر خنجر سے حملہ کر کے اُسے مار ڈالا۔ اس طرح فاتح مرگیا اور مفتوح زندہ رہا اور یمن کا بادشاہ بن گیا۔

نجاشی شریف آدمی تھا۔ اُس کو اپنے دو جرنیلوں کے آپس میں لڑنے کی خبر ملی تو اُس نے ناراض ہوکر قسم کھائی کہ وہ مقتول کا انتقام لے گا۔ ابرہہ کی پیشانی کے بال کھینچے گا۔ (ذلیل کرنے کے لئے یہ طریق رائج تھا) اور اُس کے ملک کو پاؤں تلے روندے گا۔ نجاشی کے اس عزم کا ابرہہ کو پتہ چل گیا وہ ہوشیار آدمی تھے۔ اُس نے اپنی پیشانی کے بال کاٹ کر اور یمن کی مٹی بوری میں بند کر کے معافی کا ایک خط لکھا اور کہا کہ جو کچھ ہوا۔ کسی دھوکے کے باعث نہیں ہوا بلکہ ہم دونوں کا فیصلہ یہ تھا کہ جو زندہ رہے گا اور حاکم بن جائے گا۔ اگر میں مرجاتا تو وہ حاکم بن جاتا۔ اور لکھا کہ آپ کی قسم پورا کرنے کے لئے میں اپنی پیشانی کے بال اور یمن کی مٹی بھجوا رہا ہوں۔ اور میں آپ کا مطیع اور فرمانبردار ہوں۔ نجاشی کو یہ طریق بہت پسند آیا اور اُس نے لکھا کہ میں تمہیں اپنی طرف سے یمن کا گورنر مقرر کرتا ہوں۔

قلیس گرجا کی تعمیر

ابرہہ نے اس جان بخشی اور اعزاز کی خوشی میں فیصلہ کیا کہ یمن میں ایک بے مثال گرجا گھر بنایا جائے۔ اس منت کو پورا کرنے کے لئے اُس نے دور دور سے انجینئر بلوائے ، اچھی

لکڑی، اچھا میٹریل اچھے رنگ ساز مہیا کئے۔ اور ایک اتنا بلند گرجا بنوایا کہ اُس کو دیکھتے ہوئے انسان کی ٹوپی گر جاتی تھی۔ عربی میں کلاہ کو قللسوہ کہتے ہیں چونکہ اس کو دیکھتے ہوئے سر پر ٹوپی گر جاتی تھی اس لئے عربوں نے اس کا نام قلیس رکھ دیا۔ گرجا بن گیا تو ابرہہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ کوشش شروع کر دی کہ عرب خانہ کعبہ کو چھوڑ کر قلیس کا حج کریں اور اس کو اپنا مرکز بنائیں۔

قلیس کو مرکز بنانے کی تحریک ابرہہ کی سیاسی چال تھی

میری حقیقت کے مطابق اُس زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں آنے والے موعود کے متعلق ایک جستجو پیدا ہوگئی تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ کوئی ظاہر ہونے والا ہے اور خدا کے مامورین کے آنے سے پہلے زمین میں ایک عام حرکت شروع ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کو مسیح کی پیش خبری کے مطابق ایک روح کامل کی انتظار تھی۔ عربوں کو یہ اُمید تھی کہ عرب کا پیغمبر آئے گا۔ یہودیوں کو مثیل موسیٰ کی امید تھی۔ ہر قوم فخر سے کہتی تھی کہ ہمارا نبی آئے گا تو ہمارے دشمنوں سے بدلہ لے گا۔ آنے والا وجود ایک ہی تھا مگر ہر قوم اپنی اپنی پیش گوئیوں کے مطابق سمجھتی تھی کہ اُن کا نبی آئے گا تو دوسری قوموں کو مارنے کے لئے آئے گا۔

چنانچہ ابراہیمی دُعا کے نتیجہ میں عرب بھی موعود کا انتظار کر رہے تھے۔ (۱) قیصر روم نے آسمان پر ایسی علامات دیکھیں جن کو دیکھ کر اُس نے کہا کہ نبی مختون کا ظہور قریب آ گیا ہے۔ (۲) یہودی شام سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے اس لئے آئے کہ اُن کے اولیاء نے بتایا تھا کہ وہ نبی اس علاقہ میں ظاہر ہو کر تمہیں عیسائیوں کے ظلموں سے بچائے گا (۳) عربوں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھنا شروع کر دیا تھا۔ اگرچہ عیسائی یہ تو سمجھتے تھے کہ آنے والا ضرور آئے گا مگر عربوں کا یہ انتظار اُن کو سیاسی چال کے طور پر نظر آتا تھا۔ وہ ڈرتے تھے کہ اس چال سے کہیں کوئی آدمی عرب میں ایسا نہ کھڑا ہو جائے جس کے پیچھے سارا عرب لگ جائے۔ اور حکومت اس قوم کو مل جائے۔ یہودیوں کے پاس چونکہ حکومت نہ تھی اس لئے وہ عیسائیوں یا عربوں کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن عیسائی سمجھتے تھے کہ وہ اپنے زور سے اس بات کو مٹا سکتے ہیں۔ نیز عیسائی سمجھتے تھے کہ ایسی چالیں دراصل عیسائی حکومت کو کمزور کرنے کے لئے چلی جا رہی ہیں۔ انہی حالات کو دیکھ کر ابرہہ کو محسوس ہوا کہ عرب میں خانہ کعبہ ایک ایسا مقام ہے جس کی وجہ سے سارا عرب اکٹھا ہو سکتا ہے۔ کوئی جھوٹا مدعی بھی کھڑا ہو گیا تو بات خطرناک ہو جائے گی۔ یعنی کعبہ پہلے ہی اتحاد کا ذریعہ ہے اور موعود کے ذریعہ یہ اور بھی متحد ہو کر عیسائی حکومت کے لئے خطرہ بن جائیں گے۔ چنانچہ ابرہہ نے خانہ کعبہ کو گرانے کا فیصلہ ایک سیاسی چال کے طور پر کیا۔ تا کہ عربوں کا اتحاد ٹوٹ جائے اور اگر کوئی مدعی کھڑا ہو تو اُس کو اپنی حکومت بنانا آسان نہ ہو۔

عربوں کا ردّ عمل

اہل عرب میں جو سیاسی دماغ رکھتے تھے اُن میں بھی جوش پیدا ہوا اور جو مذہبی لوگ تھے اُن میں بھی جوش پیدا ہوا۔ اور خانہ کعبہ کی ہتک کے احساس سے یہ جوش عام پھیل گیا۔

ایک دن ایک عام عرب آدمی نے جو صنعاء آیا ہوا تھا۔ رات کو گرجا میں سونے کی اجازت حاصل کر لی۔ ایک بُری حرکت یہ کی کہ گرجا میں عین عبادت گاہ کے اندر جا کر پاخانہ کر دیا اور بھاگ گیا۔ ابرہہ کو معلوم ہوا تو اُسے سخت طیش آیا اور اُس کے دل میں مکہ کے خلاف غصہ پیدا ہوا۔

اسی طرح ایک دن چند قریشی نوجوان صنعاء گئے اور گرجا کے قریب کسی کام سے آگ جلائی اتفاقاً تیز ہوا سے اصل عمارت کو آگ لگ گئی اور گرجے کا ایک حصہ جل گیا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ اتفاق تھا۔ مگر ابرہہ نے اس کو بھی شرارت سمجھا اور اُس کو یقین ہو گیا کہ خانہ کعبہ کے ہوتے ہوئے عرب اس گرجا کی عظمت کے قائل نہ ہو سکیں گے۔ چنانچہ اُس نے عربوں کے بعض رؤساء کے ذریعے بھی عربوں کو قائل کرنے کی کوشش کی اور طرح طرح کے لالچ بھی دیئے۔

محمد بن خزاعی کا قتل

یہ خزانہ قبیلہ کے اُن سرداروں میں سے تھا جن کو ابرہہ نے انعام اکرام کا لالچ دے کر عربوں میں یہ پراپیگنڈا کرنے کے لئے بھجوایا تھا کہ وہ صنعاء کے گرجا کو مرکز بنا لیں اور خانہ کعبہ کو چھوڑ دیں۔ ایک روز ہذیل قبیلہ کے سردار عروہ بن حیاض نے دیکھا کہ محمد بن خزاعی یہ پراپیگنڈا کر رہا ہے تو اُسنے اُس کو قتل کر دیا۔ ابرہہ کو خبر ملی تو اُس کا غصہ اور بھی بھڑک اُٹھا۔ یاد رہے کہ محمد بن خزاعی کا مارا جانا ابرہہ کو مکہ پر حملہ کرنے کا کوئی سیاسی حق نہیں دیتا تھا۔ کیونکہ خزاعہ قبیلہ یمن کے ماتحت نہیں تھا۔ عربوں کا اپنے کسی آدمی کو اُس کی غداری کی وجہ سے مار دینا ابرہہ کے لئے حملہ کی کوئی سیاسی وجہ پیدا نہیں کرتا۔

لشکر کی روانگی اور مزاحمت

بہر حال اس کے بعد ابرہہ کا خانہ کعبہ کو گرانے کا خیال اور بھی مضبوط ہو گیا۔ جب ابرہہ نے لشکر جمع کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس معجزے کو خاص اہمیت دینے کے لئے لوگوں کی توجہ اس طرف پھرا دی۔ ابرہہ کے اس ارادے سے سارے عرب میں ایک جوش مقابلے کے لئے پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے یمن کے حمیری خاندان کے جرنیل ذونفر حمیری کے لشکر نے ابرہہ کے لشکر کا راستہ روکا۔ یہ لوگ بڑی بے جگری سے لڑے مگر انہیں شکست ہوئی۔ ابرہہ کا لشکر شمال کی طرف بڑھتے ہوئے خشعم قبیلہ کی زمین پر پہنچا جو طائف اور یمن کے درمیان تھی۔ یہاں ایک دوسرا لشکر نفیل بن حبیب الخشمی کی قیادت میں ابرہہ کے لشکر سے لڑا اور بے جگری سے لڑنے کے باوجود شکست سے دوچار ہوا۔ ابرہہ کا لشکر آگے بڑھتے ہوئے طائف کے قریب پہنچا۔ طائف کے لوگ اگرچہ خانہ کعبہ کا حج کرتے تھے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ لات بُت کا خانہ طائف میں تھا۔ اس بُت خانے کی وجہ سے طائف کے

لوگ خانہ کعبہ سے رقابت بھی رکھتے تھے۔ ابرہہ کو دیکھ کر اُن کی یہ رقابت جوش میں آئی۔ چنانچہ طائف کے سردار نے نہ صرف ابرہہ کا استقبال کیا بلکہ مکہ تک راستہ دکھانے کے لئے ایک رہبر بھی ساتھ کر دیا۔

تمام تاریخیں متفق ہیں کہ ابرہہ کا یہ لشکر مغمس تک ضرور پہنچا اور مغمس مکہ سے زیادہ سے زیادہ سولہ میل دور ہوگا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عرفات بلکہ مزدلفہ تک پہنچ گیا تھا۔ مغمس سے ابرہہ نے اسود بن مقصود حبشی کو کچھ فوج دے کر مکہ کے حالات معلوم کرنے بھیجا۔ وہ معلومات حاصل کرنے کے بعد آتے ہوئے مکہ والوں کے جانور جو وادیوں میں چر رہے تھے۔ ہانک کر لے آیا۔ مکہ والوں کی بڑی جائیداد اونٹ ہی تھی۔ ان پکڑے جانے والے اونٹوں میں عبدالمطلب کے دوسو اونٹ بھی تھے۔

حضرت عبدالمطلب کی سربراہی میں قریش کا ردِّ عمل

مکہ والوں نے حملہ یقینی دیکھا تو ایک اجتماع کیا جس میں کنانہ، ھذیل اور قریش کے سردار جمع ہوئے۔ ہر ایک کی رائے یہی تھی کہ ہم میں طاقت نہیں ہے چنانچہ جب ابرہہ نے پیغام بھجوایا کہ مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے بلکہ میں صرف کعبہ کو گرانے آیا ہوں اس لئے خواہ مخواہ اپنی جانیں ضائع نہ کرو بلکہ ایک طرف ہو جاؤ اور مجھے کعبہ گرانے دو تو مکہ والوں نے مقابلے کا ارادہ ترک کر دیا۔ یاد رہے کہ ابرہہ کی فوج ۱۲ ہزار یا بعض کے نزدیک ۲۰ ہزار تھی۔ پس مکہ والوں نے سچائی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا کہ ہم میں مقابلے کی طاقت نہیں ہے لیکن کعبہ کو ہم خدا کا گھر مانتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس کی حفاظت اور اس کا ادب واحترام اُس کے ذمے ہے۔

ابرہہ کے پیغامبر نے کہا کہ اگر آپ کا یہ فیصلہ ہے تو آپ میرے ساتھ چلیں ابرہہ نے بھی خواہش کی تھی کہ میں مکہ سے کسی رئیس کو اپنے ساتھ لاؤں نیز ہو سکتا ہے کہ آپ کے فیصلے کو دیکھ کر ابرہہ کر خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ ختم ہو جائے۔ اس پر ابرہہ نے کہا میں آپ سے بہت متاثر ہوا تھا اور میرا خیال تھا کہ آپ یہی کہیں گے کہ ہمارے مقدس مذہبی مقام کو چھوڑ دو مگر آپ کو اپنے دوسو اونٹ تو یاد ہیں مگر اپنے باپ دادوں کے اور اپنے گھر کو بھول گئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے مجھے اُن کی فکر ہے۔ اور اس گھر کا بھی اگر کوئی مالک ہے تو وہ اُس کی فکر کرے گا۔ اور اس کو حملہ سے ضرور بچائے گا۔ یہ جواب سن کر ابرہہ مبہوت سارہ گیا۔

عبدالمطلب پر تصوف کا رنگ غالب تھا۔ اور اسی رنگ میں اُنہوں نے بات کی آپ کے ساتھیوں نے اہل مکہ کے

تمام علاقہ اور مال واسباب کی قیمت کا ۳/۱ حصہ لے کر خانہ کعبہ کو نہ گرانے کی درخواست کی مگر ابرہہ نے رد کر دی۔

مکہ واپس آنے پر حضرت عبدالمطلب نے اہل مکہ کو شہر چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر ڈیرے لگانے کا مشورہ دیا تا کہ ابرہہ نے جو کرنا ہے وہ کر لے یا خدا نے جو کرنا ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر نہایت درد اور سوز سے یہ شعر پڑھے۔

لَاھُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ یَمْنَعُ　　رَحْلَهٗ فَامْنَعْ حَلَالَکَ

لَایَغْلِبَنَّ صَلِیْبُھُمْ　　وَمِحَالُھُمْ غَدْوًا مِحَالَکَ

(لاھم کا ال ضرورت شعری سے گرا دیا جاتا ہے) یعنی اے اللہ جب کوئی بندے کے گھر کو لوٹنے آتا ہے تو وہ اُسے روکتا ہے۔ پس تو بھی اس گھر کی حفاظت کر۔ اور اے میرے رب کل ابرہہ اپنی صلیبیں اور لشکر لے کر آئے گا۔ پس اے خدا اُن کی صلیبیں اور فوجیں اور قوتیں تیری قدرتوں اور تدبیروں پر غالب نہ آئیں۔ یہ کہہ کر وہ قریش کو لے کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے اور حملہ کا انتظار کرنے لگے۔

لشکر کی تباہی کے صحیح حالات

دوسرے دن صبح ابرہہ نے لشکر کی روانگی کا حکم دیا۔ جب ہاتھی نکالے گئے تو سب سے بڑا ہاتھی جس کا نام محمود تھا الٰہی تصرف کے ماتحت بیٹھ گیا اور اُس نے چلنے سے انکار کر دیا۔ اس بات پر تمام تاریخیں متفق ہیں۔ جس طرح فوج میں سردار کے حکم پر سپاہی حرکت کرتے ہیں اس طرح ہاتھیوں کا بھی ایک لیڈر ہوتا ہے اور اس لیڈر کے بغیر ہاتھی مقابلہ کے لئے نہیں نکلتے۔ چنانچہ اس ہاتھی کو چلانے کے لئے اُسے بہت مارا گیا مگر وہ دوسری اطراف میں تو اٹھ کر چل پڑتا لیکن مکہ کی طرف نہ چلتا۔ چنانچہ لشکر کے چلنے میں بہت دیر ہوگئی۔ اتنے میں یہ خبر ملی کہ لشکر میں چیچک پھیل گئی ہے۔ چیچک حبشیوں کی مخصوص مرض ہے۔ بعض امراض بعض ملکوں سے مخصوص ہوتی ہیں۔ اسی طرح چیچک اصل میں حبشہ سے آئی ہے۔ اور اسی ملک کی مخصوص بیماری ہے۔ جس طرح آتشک اصل میں یورپ سے آئی ہے۔

بادشاہ کو ان دونوں باتوں کا علم ہوا تو اُس دن لشکر کی روانگی کو ملتوی کرنا پڑا لیکن دوسرے دن تک ہزاروں آدمی چیچک میں مبتلا ہو کر تڑپنے لگے۔ موتیں بھی شروع ہوگئیں۔ عرب چیچک کو بالکل نہیں جانتے تھے۔ اس سے پہلے ان میں چیچک کا کوئی کیس نہ ہوا تھا۔ چنانچہ طائف کے وہ لوگ جو ابرہہ کے ساتھ اس لئے شامل ہو گئے تھے کہ اُن کے مندر کی عظمت بڑھ جائے گی انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ اُس غداری کی سزا ہے جو انہوں نے خانہ کعبہ سے کی۔ چنانچہ ایک کھلبلی مچ گئی۔ وہ عرب جو لشکر کے ساتھ راستہ دکھانے آئے تھے وہ بھاگ نکلے۔ اس متعدی مرض کی وجہ سے لشکر نے فیصلہ کر لیا کہ ہمیں ادھر اُدھر منتشر ہو جانا

چاہیے۔ مگر مکہ کے تمام وادیاں غیر آباد ہیں۔ راستے کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ پس بجائے یمن کی طرف جانے کے وہ لوگ مختلف اطراف میں بھٹک گئے۔ بہت سے لوگ انہی وادیوں میں بھٹک بھٹک کر بھوکے اور پیاسے مر گئے۔ ابرہہ بھی یمن کی طرف بھاگا مگر اُس کو بھی اتنی شدید چیچک ہوگئی کہ اُس کے سارے بدن میں پیپ پڑگئی۔ راستہ میں اُس کا گوشت جھڑتا جاتا تھا۔ صنعاء میں پہنچ کر وہ مر گیا۔ یہاں تک کی روایات میرے نزدیک زیادہ درست ہیں۔

خلافِ عقل روایات اور اُن کی وجوہات

دوسری روایات جن پر مفسرین نے اپنی تفسیر کی بنیاد رکھی ہے۔ اُن میں آتا ہے کہ بڑے ہاتھی نے چلنے سے انکار کردیا۔ اتنے میں سمندر کی طرف سے کچھ پرندے آئے۔ پرندے چھوٹے چھوٹے مگر اُن کے منہ آدمیوں کی طرح تھے۔ چونچیں اونٹوں کی طرح تھیں۔ پنجے شیروں کی طرح تھے۔ ہر پرندے کے پاس تین پتھر تھے۔ ہر پتھر پر لشکر کے ایک سپاہی کا نام لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ پرندے وہ پتھر اُس سپاہی کے سر پر مارتے تو وہ اُسی وقت پاخانہ کے مقام سے نکل جاتا۔ آخر سب آدمی مارے گئے۔ لیکن ابرہہ وہاں سے بھاگا۔ اُس کے نام کا پتھر جس پرندے کی چونچ میں تھا وہ ساتھ ساتھ اڑتا گیا۔ یمن پہنچ کر ابرہہ جہاز پر سوار ہو کر حبشہ نجاشی کے پاس پہنچا اور اُسے یہ واقعہ سنایا۔ نجاشی نے کہا یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے پرندے آئیں اور پتھر مار کر لوگوں کو ماردیں۔ اتنے میں ایک پرندہ آیا اور ابرہہ کے سر پر پتھر مارا اور مر کر ڈھیر ہوگیا۔

یہ سب روایات ان پڑھ عربوں کی قوت متخیلہ کا نتیجہ تھیں اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ اُن کو چیچک کا علم نہیں تھا کہ وہ کیا ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ پتھروں پر لاشیں دیکھ کر جبکہ پرندوں نے اُن کا گوشت کھایا ہو تو وہ سمجھے ہوں گے کہ پرندوں نے ہی پتھر مار کر مار ڈالا ہے۔

Wherry ایک امریکن پادری تھا جس کی بڑی عمر لدھیانہ میں گذری۔ اُس نے ایک تفسیر بھی لکھی۔ جس میں دراصل اُس نے اسلام پر سب عیسائی اعتراضات اکٹھے کردیئے ہیں۔ وہ اعتراض کرتا ہے کہ عربوں نے ایک معبد کی ہتک کی پھر اُسے آگ لگانے کی کوشش کی مگر جب ابرہہ اس ہتک کا بدلہ لینے گیا تو قرآن کے خدا نے اس پر عذاب نازل کردیا۔ اور وہ مشرک قوم جس نے بلاوجہ اشتعال دلایا تھا اُس کی خدا نے تائید کی۔ یہ بے جوڑ بات ہے۔

اس اعتراض سے معلوم ہوا کہ Wherry تمام واقعے کو تسلیم کرتا ہے۔ مگر اس واقعہ سے جو درس عبرت نکالا گیا ہے اُس پر اعتراض کرتا ہے اور اُسے درست تسلیم نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر واقعہ درست ہے تو پھر درس عبرت پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر وہ یہ کہے کہ ابرہہ کی تباہی خدائی فعل نہیں بلکہ ایک اتفاقی حادثہ تھا جو پیش آگیا۔ اس لئے اِسے مکہ کی عظمت اور ابرہہ کی تذلیل کے لئے پیش کرنا درست نہیں ہے۔ جیسے حاجیوں کا کوئی جہاز جا رہا ہو اور اتفاقاً ڈوب جائے تو کوئی شخص اس کو عذاب

نہیں کہہ سکتا۔ پس یہ درست ہے کہ اگر یہ واقعہ اتفاقی تھا کہ عظمت کعبہ اور ذلت ابرہہ دونوں دعوے غلط ہوں گے۔

یہ واقعہ اتفاقی ہرگز نہ تھا

خانہ کعبہ کی حفاظت کا وعدہ دو ہزار سال سے حضرت ابراہیم کے زمانہ سے چلا آ رہا تھا اور عرب لوگ اس کے مدعی تھے کہ کعبہ پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا اور اگر کرے گا تو خود خدا اس گھر کو بچائے گا اور حضرت عبدالمطلب نے اس بات کی طرف ابرہہ کو توجہ دلادی تھی جب اُنہوں نے کہا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے مجھے ان کی فکر ہے۔ اور جو اس گھر کا مالک ہے۔ اُس کو اس گھر کی فکر ہوگی اور وہ ضرور اسے تمہارے حملہ سے بچائے گا۔ پس کعبہ کے مالک نے اپنا عذاب اُس پر نازل کر دیا اور وہ ذلیل اور مقہور ہو کر مرا۔

عربوں کے اس دعوے کو وہم، شک یا وسوسہ کچھ بھی کہہ لیں لیکن بہر حال عرب یہ کہتے تھے خانہ کعبہ محفوظ رہے گا۔ پس دو ہزار سال بعد ایک شخص پوری طاقت کے ساتھ اُٹھتا ہے اور خانہ کعبہ کو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ تمام ظاہری سامان اُس کے حق میں ہیں مگر وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے تو اس واقعہ سے ہر شخص عربوں کے دعویٰ کی تصدیق ہی کرے گا۔

اہل کتاب کے بالمقابل مشرکوں کی تائید کیوں کی گئی؟

دوسری بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ یہ اتفاق تو نہیں تھا بلکہ ایک نشان ہی تھا مگر خدا کو یہ نشان مسیحیوں کی تائید میں دکھانا چاہیے تھا نہ کہ اُن کے خلاف۔ یہ ایک پاگل پن کی بات ہے۔ کیونکہ یہ فیصلہ خدا نے کیا تھا۔ Wherry نے نہیں کیا تھا۔ لیکن بہر حال اس کا جواب بھی دینا چاہیے کہ کیوں خُدا نے مسیحیوں کو مارا اور کیوں مشرکین مکہ کو نہ مارا۔ اس کے مختلف جواب درج ذیل ہیں:

(۱) اسلام جس خُدا کو پیش کرتا ہے وہ بنی نوع انسان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم مظلوم کا ساتھ دو اور ظالم کو ظلم سے روکو خواہ ظالم تمہارا باپ ہو یا بھائی ہو یا دوست ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ ابرہہ کا اہل مکہ کا معبد گرانے کے لئے نکلنا ایک ظالمانہ فعل تھا۔ بے شک وہ مسیحی تھا مگر ظالم مسیحی تھا اور ظالم کی تائید میں تو کوئی شریف آدمی بھی نہیں کرتا کجا یہ کہ خدا ظالم کی مدد کرے۔

(۲) یہ حملہ مشرکوں پر نہیں بلکہ سراسر کعبہ پر تھا۔ مشرکوں کو تو اُس نے امان دینے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ قلیس میں پاخانہ ایک عرب نے کیا تھا۔ مگر ابرہہ حملہ کے لئے کعبہ کی طرف دوڑا۔ کعبہ کا کیا قصور تھا۔ کوئی عقلمند اور شریف آدمی اس بات کو جائز نہیں کہہ سکتا کہ قصور کوئی کرے اور سزا کسی کو دی جائے۔ پس ابرہہ کا فعل بتاتا ہے کہ وہ اُن عربوں سے لڑنے نہیں گیا تھا جن کے ایک فرد نے اُس گرجا کی ہتک کی تھی بلکہ وہ اس لئے گیا تھا تا کہ خانہ کعبہ کو گرا دے۔ پس وہ خدا کے حضور ایک خطرناک مجرم تھا۔

(۳) پہلے بتایا جاچکا ہے کہ ابرہہ کا اصل مقصد عربوں کے اتحاد کو توڑنا تھا۔کوئی مذہبی غرض نہ تھی۔ ورنہ ہزاروں گرجے موجود تھے کبھی کسی کے بارے میں یہ کوشش نہیں ہوئی کہ غیر اقوام کے افراد بھی اُس کو اپنا مقدس مقام قرار دیں لیں۔پس ابرہہ نے ایک گندی سیاسی چال کے طور پر حملہ کیا اور ایسا شخص ضرور خدا کی سزا کا مستحق تھا۔

اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ○ وَّ اَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ○ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ○ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ○

اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ کہہ کر بتایا کہ عیسائیوں کا منصوبہ صرف اُسی وقت باطل نہیں کیا جب وہ کعبہ پر حملہ کرنے آئے جسے بلکہ اُس کے بعد بھی لمبے عرصہ تک اُن کی قوت کو کچل دیا تا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھنے اور پنپنے کا موقعہ ملے۔ چنانچہ عیسائی لمبے عرصہ تک اسلام کے مقابلہ میں مغلوب رہے۔اب قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق اُن کو دوبارہ غلبہ ملا ہے اور اب ان کی دوسری شکست احمدیت کے ہاتھوں سے ہوگی۔

طَیْرًا اَبَابِیْل سے مراد گروہ در گروہ پرندے ہیں۔

جس پرندے کو ہم ابابیل کہتے ہیں عربی میں اُس کو ابابیل نہیں بلکہ خفاش کہتے ہیں۔پس اس جگہ ابابیل سے مراد کوئی خاص پرندہ نہیں بلکہ اس کے معنی جماعتوں کے ہیں۔اور طَیْرًا اَبَابِیْل سے مراد ہے گروہ در گروہ پرندے آئے۔

سجیل سے مراد پکی ہوئی مٹی کا پتھر یا ایسا پتھر جو کئی پتھر کے ٹکڑوں اور مٹی کی تہوں سے بنا ہوا ہے۔ **تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ** کے معنی عام محاورہ میں تو یہ ہیں کہ اُن پر سجیل مارتے تھے۔لیکن چونکہ مردار خور پرندوں کا عام قاعدہ ہے کہ وہ مردار کا گوشت لے کر پتھر پر بیٹھ جاتے ہیں اور گوشت کو بار بار پتھر پر مارتے جاتے ہیں اور کھاتے جاتے ہیں۔پس یہی مراد ہے کہ مردار خور پرندے وہاں جمع ہوگئے اور اُنہوں نے اُن کی بوٹیاں نوچ نوچ کر اور پتھروں پر مار مار کر کھانی شروع کر دیں۔باء کے معنی یہاں علٰی کے کئے گئے ہیں جو لغت سے ثابت ہیں۔ **فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ** میں بتایا کہ پرندوں نے اُن کو کھا کھا کر دانہ کھائے ہوئے بھٹے کی طرح کر دیا۔یعنی اُن میں گوشت گدھیں، چیلیں اور کوے کھا گئے باقی صرف ہڈیاں رہ گئیں۔

اپنے پتہ کی تبدیلی کی اطلاع فوری طور پر مینیجر ماہنامہ انصاراللہ کو دیا کریں۔

قبولِ احمدیت کے ایمان افروز واقعات

مرتبہ: مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب

حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق جنہوں نے اس نور کو پہچانا اور پھر اس پاک جماعت میں شامل ہوئے۔ ان کے حالات زندگی ...... احمد کے نام سے کئی جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔ ......احمد کی جلد اوّل میں مذکور بعض رفقاء کے قبولِ احمدیت کے واقعات اور بیعت کرنے کے بعد جو انقلاب ان کی زندگی میں پیدا ہوئے اس کا ذکر اس مضمون میں کیا جارہا ہے۔

حضرت مولوی رحیم اللہ صاحب لاہوری

مولوی صاحب صوفی منش، سادہ طبیعت، منکسر المزاج، کم گو، خلوت پسند، عاشق قرآن وحدیث اور باخدا بزرگ تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک خاص مناسبت اور عشق تھا۔ آپ مکرم میاں معراج الدین صاحب عمر (مدفون بہشتی مقبرہ قطعہ خاص) کے سکونتی مکان متصل واٹر ورکس لاہور کے سامنے کی مسجد میں امامت کراتے تھے۔ اس جگہ کئی بار نماز پڑھاتے ہوئے عالم بیداری میں آپ پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ نیز آپ کو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کئی اور انبیاء وصلحاء کی زیارت بارہا رؤیا اور کشوف میں ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت آپ پر نہایت عجیب اور بیّن الہام رؤیا اور کشف سے واضح ہوئی تھی۔ چنانچہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرتؑ کے دعاوی کے متعلق استخارہ کیا تو جواب میں ایک ڈولا (پالکی) کو آسمان سے اترتے دیکھا اور میرے دل میں القاء ہوا کہ حضرت مسیحؑ آسمان سے اُتر آئے ہیں۔ جب پالکی کا پردہ اُٹھا کر دیکھا تو اس کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا۔ تب مَیں نے بیعت کرلی۔

آپ نے اس وقت ایمان لانے میں سبقت کی جب کہ دیگر علماء اپنے سینوں میں کفر کے فتاویٰ کی آگ مشتعل کررہے تھے۔ ابتدائی رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت کا اندراج ملتا ہے۔ جہاں زیر نمبر ۱۵۲ مرقوم ہے:

''مولوی رحیم اللہ ولد حبیب اللہ۔ قوم راجپوت ساکن لاہور

محلہ لنگے منڈی'' پیشہ ''وعظ''

اور تاریخ بیعت ۳۰ اگست ۱۸۹۱ء ہے۔

(صفحہ ۶۵)

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب

قبولِ احمدیت: مباحثہ دہلی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاہور میں کئی روز تک قیام رکھا۔ ان ایام میں لاہور میں مخالفت کا زور تھا۔ بیہودہ لوگ گلی کوچوں میں گندہ دہانی کرتے' اور جھوٹے لغو اور بے ہودہ قصے حضرت اقدسؑ کے خلاف مشہور کیا کرتے تھے۔ اکثر لوگوں کا ہجوم حضورؑ کے مکان کے گرد رہتا تھا اور اندیشہ تھا کہ بدقماش لوگ مکان میں گھس کر حملہ نہ کردیں۔ بیعت کرنے والوں کو مخالفین تنگ کرنے کی کوشش کرتے تھے اس وجہ سے بیعت کا کئی دفعہ اظہار بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ مرزا ایوب بیگ صاحب اور آپ کے حقیقی بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک دوسرے سے خفیہ بیعت کی۔

مرزا ایوب بیگ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں دو تین روز تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتا' اور لوگوں کے ساتھ حضورؑ کی گفتگو سنتا رہا۔ ۵ فروری ۱۸۹۲ء کو اسلامیہ ہائی سکول سے کہ جہاں میں پڑھتا تھا' چار بجے بعد دوپہر واپس آیا۔ تو حضرتؑ کی قیام گاہ پر پہنچا۔ وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ جس میں ایسا خشوع وخضوع اور حضور قلب میسر آیا کہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ طبیعت میں بے حد رقت تھی اور آنکھوں میں آنسو۔ حضرت اقدسؑ بالا خانہ میں تشریف لے جاچکے تھے۔ میرا دل تڑپتا تھا کہ صادق ومرسل من اللہ کی فوراً بیعت کرلوں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ کس طرح حضورؑ کی خدمت میں پہنچوں۔ دل قابو میں نہ تھا۔ یہاں تک کہ میری بلند آواز سے رونے تک نوبت پہنچی اور ہچکی بندھ گئی۔ ایک ہم جماعت بھی میرے ساتھ تھا۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر مرزا محمد اسماعیل صاحب نیچے اُترے۔ تو اُن سے کہا کہ ہم دونوں طالب علم اس وقت حضورؑ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؑ نے نہایت مہربانی وشفقت سے دونوں کو اپنے پاس بالا خانہ میں بلالیا۔ میں نے عرض کی کہ ہم دونوں بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؑ نے ہماری درخواست منظور فرمالی۔ پہلے میرے ہم جماعت کو بیعت کے لئے اندر بُلایا ان دنوں حضورؑ ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ بیعت لیا کرتے تھے۔ اور دس شرائط بیعت میں سے ہر ایک کی نسبت تفصیل وار بیان کرکے اس پر کاربند رہنے کے لئے اقرار لیتے تھے جس وقت میرا ہم جماعت اندر بیعت کررہا تھا۔ میرے دل میں تضرع اور خشیت اللہ نے اور بھی زور کیا۔ اس وقت تین چار دفعہ میری آنکھوں کے سامنے بجلی کی طرح ایک نور کی چمک نظر آئی۔ پھر حضورؑ نے مجھے بیعت کے لئے اپنے پاس بُلالیا۔ اور پھر جب مجھے حضورؑ نے دیکھا تو فرمایا کہ آپ کے چہرہ سے رشد اور سعادت ٹپکتی ہے۔ پھر پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ اور آپ کے والد کا کیا نام ہے۔ جواب پر (چونکہ حضورؑ والد صاحب اور خاندان کو جانتے تھے) فرمایا کہ آپ تو ہمارے قریبی ہیں۔ پھر بیعت لی۔ بیعت کرنے سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے نُور اندر بھر جاتا ہے۔ (صفحہ ۸۶)

بیعت کے بعد انقلاب روحانی: ان ایام میں مرزا ایوب بیگ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم' اعلیٰ اخلاق' تحمل اور بردباری کا نمونہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور اخلاق فاضلہ کو اپنے اندر پیدا کرنے کا غایت درجہ شوق اور

کلام الٰہی سننے اور پڑھنے سے ایک خاص قسم کا دلی لگاؤ اور عشق پیدا ہو گیا۔ مدارس کی ایک پُر غفلت زندگی اور مروجہ تعلیم انگریزی وغیرہ میں ہمہ تن مصروفیت کے سبب بچپن کا پڑھا ہوا قرآن مجید ناظرہ بھول چکا تھا۔ اب مولوی رحیم اللہ صاحب لاہوری سے دوبارہ شروع کر کے ایک سال میں باترجمہ پڑھ لیا۔ (صفحہ ۸۹)

حضرت منشی امام دین صاحب پٹواری

قبول احمدیت: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے وقت آپ موضع لوہ چپ ضلع گورداسپور میں متعین تھے ۱۸۹۱ء میں آپ کے برادر نسبتی منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی (مدفون بہشتی مقبرہ) موضع سیکھواں میں بطور پٹواری تبدیل ہو کر آئے۔ ان دنوں سیکھوانی برادران احمدیت قبول کر چکے تھے۔ وہاں تھوڑا عرصہ قیام کرنے کے بعد منشی عبدالعزیز صاحب احمدیت میں داخل ہو گئے' اور انہوں نے منشی امام الدین صاحب کو دعوت الی اللہ شروع کر دی۔

منشی عبدالعزیز صاحب بیان فرماتے تھے کہ مجھے بہت فکر رہتا تھا' اور خواہش تھی کہ میرے بہنوئی بیعت کر کے جلد سلسلہ میں داخل ہو جائیں تا کہ اس طرح میری بہن بھی سلسلہ میں داخل ہو سکے۔ لیکن اس وجہ سے کہ بہنوئی کی طبیعت جوشیلی تھی' ہم ان پر زور بھی نہیں دینا چاہتے تھے' کہ مبادا ایک دفعہ انکار کر کے پھر اس پر اڑے رہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ۱۸۹۴ء کے اوائل میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئے۔

بیعت کے وقت کا نظارہ: اپنی بیعت کے وقت کا جو نظارہ منشی امام الدین صاحب نے اپنی روایات لکھواتے ہوئے بیان کیا وہ آپ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے:

"میں نے ۱۸۹۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ شام کی نماز کے وقت تک اخویم منشی عبدالعزیز صاحب اور بھائی جمال الدین صاحب سیکھوانی میرے ساتھ تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد منشی صاحب موصوف نے میری طرف اشارہ کر کے (حضرت اقدسؑ کی خدمت میں) عرض کیا۔ حضورؑ ان کی بیعت لے لیں حضورؑ نے فرمایا اندر آ جائیں۔ جب میں اکیلا بیت الفکر میں گیا تو حضورؑ ایک چارپائی کی پائنتی کی طرف بیٹھ گئے' اور مجھے چارپائی کے سرہانے بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ میں پہلے تو جھجکا' مگر حضورؑ کے دوبارہ ارشاد فرمانے پر بیٹھ گیا۔ اور حضورؑ نے بیعت لی۔ حضورؑ کا یہ برتاؤ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ کہاں وہ پیر جن کے برابر کوئی بیٹھ نہیں سکتا۔ اور کہاں اللہ تعالیٰ کا مسیح موعودؑ جو ایک ناچیز خادم کو چارپائی کے سرہانے بٹھاتا ہے۔ اخویم منشی عبدالعزیز صاحب کو کمرے کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے' لیکن باہر سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔" (صفحہ ۱۱۱)

حضرت ملک مولا بخش صاحب

بیعت سے پہلے بطور ارہاص خواب: غالباً ۱۸۹۸ء میں آپ نے ایک رؤیاء دیکھا جو آپ کی آئندہ حاصل ہوں

والی سعادت وتبدیلی کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ آپ امرتسر کے بڑے تالاب سنتو کھ سر ا می میں گر گئے ہیں۔ آپ تیرنا نہیں جانتے تھے۔ لیکن جان بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے اور تیرنے لگ پڑے۔ اور تیرتے ہوئے تالاب کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک شخص لوگوں کی آنکھوں میں سرمہ لگا رہا تھا۔ ملک صاحب نے اس سے لے کر اپنی آنکھوں میں سُرمہ لگایا اور پھر تالاب میں پڑ کر ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے واپس اُسی کنارہ پر آ گئے۔ آپ نے اس خواب کا ذکر صوفی غلام محمد صاحب امرتسری سے کیا اور ان کے کہنے پر اس کو حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّل) رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحریر کیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ کی طرف سے جواب آیا کہ آپ نماز کے بعد درود شریف استغفار اور لاحول پڑھا کریں۔ اور صوفی غلام محمد صاحب نے یہ اوراق آپ کو لکھ کر بھی دیدیئے۔ لیکن ملک صاحب جن کو نماز کی ادائیگی سے ہی کوئی سروکار نہ تھا وہ اس وظیفہ کی طرف کیسے توجہ دیتے۔ آخر مرضِ سل میں مبتلاء ہو کر جس کا ذکر آگے آئے گا' لوگوں کی گفتگو سے جو عموماً مذہبی باتوں اور دعا' صدقہ کے متعلق ہوتی تھی۔ آپ کو مذہبی امور سے کچھ دلچسپی ہوئی۔ اور آپ نے وعدہ کیا کہ صحت مند ہونے پر آپ نماز شروع کر دیں گے۔ جب اس موذی مرض سے شفایاب ہوئے تو آپ نے نماز سیکھ لی اور التزام کے ساتھ ادا کرنی شروع کر دی اس خواب میں جہاں بلغم یا پھیپھڑے کی بیماری کے لاحق ہونے کی طرف اشارہ تھا وہاں یہ خواب اس کے نتیجہ میں نورِ ہدایت پانے کی طرف رہنمائی کرتی تھی۔

بیماری موجب ہدایت ہوئی: اگست ۱۸۹۹ء میں آپ مرضِ سل سے سخت بیمار ہوئے دیاں پھیپھڑا ماؤف ہونے سے کئی ماہ تک لازمی تپ لاحق رہا۔ لیکن باوجود ہر قسم کا علاج اور سہولت میسر آنے کے بیماری بڑھتی گئی اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ کسی کے بتلانے پر آپ نے ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسری کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ آپ کو بیماری سے شفاء ہوئی۔ لیکن کسی قدر کھانسی اور زکام لگا رہتا تھا۔ جس ڈاکٹر کو دکھاتے وہ پھیپھڑوں کی تقویت کے لئے کاڈ لیور آئل (Cod Liver Oil) یا اسی قسم کی ادویہ دیتے۔ آپ کو اندیشہ رہتا تھا کہ اصل مرض سل تو نہ کبھی دور ہوتی ہے نہ ہوئی ہے۔ اسی اثناء میں ایک دفعہ آپ مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور اپنی بیماری کا حال سنایا' اور یہ بھی کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ سل کا مرض لاعلاج ہے۔ اس پر حضور نے بڑے جوش سے فرمایا: بکواس کرتے ہیں۔ حکیموں کے بادشاہ نے فرمایا ہے کہ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ آپؓ کو سوائے Dyspepsia (یعنی بدہضمی) کے اور کوئی مرض نہیں۔ اور Ostrich Pepsin اور Pancreatic Emulsion استعمال کرنے کو کہا۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب نے پوچھا کہ اگر شترمرغ کی پیپسین نہ ملے تو پھر؟ فرمایا پھر بھیڑ کی استعمال کر لیں۔ لاہور کے مشہور دوا فروش پلومر نے اطلاع دی کہ ہم نے اس دوائی کا نام بھی کبھی نہیں سُنا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا کہ میں نے تو مصر سے منگوا کر کئی دفعہ استعمال کی ہے۔ چنانچہ ملک صاحب نے بھیڑ کی پیپسین اور دوسری دوائی استعمال کی جس سے کوئی دو ہفتہ میں جملہ شکایات رفع ہو گئیں۔ یہ بیماری بلا آخر بمصداق۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیر آں گنجِ کرم بنہادہ اند

روحانی زندگی کا موجب بن گئی۔ یوں کہ ڈاکٹر صاحب سے تعلق ہو جانے کی وجہ سے آپ نے اُن کے محلّہ میں اپنی رہائش اختیار کر لی اور یہ تعلق بڑھ کر محبت واخوت کا رنگ اختیار کر گیا۔

اب آپ مرض سے شفایاب ہو چکے تھے۔ لیکن رخصت ابھی ۱۵ جون ۱۹۰۰ء تک باقی تھی کہ ایک غیر احمدی نے آپ کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کی تحریک کی۔ جس پر آپ نے اپنی بڑی بھاوجہ سے قرآن مجید ناظرہ پڑھنا شروع کیا۔ اور پھر حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی کا بامحاورہ ترجمہ خود ہی پڑھ کر یاد کرنے لگے۔ اس کے لئے یہ طریق اختیار کیا کہ پہلے آپ اردو ترجمہ پڑھ لیتے پھر عربی۔ بہت سے الفاظ ایسے ہوتے جو اردو میں بھی ہوتے باقی الفاظ کا ترجمہ آپ یاد کر لیتے۔ اسی غیر احمدی کی تحریک پر کہ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی قرآن مجید کا بہت عجیب درس دیتے ہیں آپ بیت غزنویاں میں پہنچے۔ اس دن سورہ الکھف میں ذوالقرنین والے رکوع کا درس تھا۔ مولوی صاحب نے ایک حدیث بیان کی کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہؓ فوج سے الگ ہو کر جنگل میں بھٹک گئے اور جب واپس آئے تو کہنے لگے کہ ہم نے سدّ سکندری دیکھی ہے۔ سیاہ رنگ کی تھی اور پٹکے کی طرح اس میں دھاریاں تھیں۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے کہا کہ یہ (نعوذباللہ) مرزا کافر کہتا ہے کہ یہ دیوار ملک چین میں ہے۔ کبھی کسی اور جگہ بتاتا ہے۔ اور اس نے چند ناواجب الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کہے۔ جس سے ملک صاحب کو محض اس لئے نفرت پیدا ہوگئی کہ ان باتوں کا درسِ قرآن سے کوئی تعلق نہ تھا اور ایک غائب شخص کو خواہ مخواہ گالیاں دی جارہی تھیں۔ اس درس میں شمولیت کا پہلا دن ہی آخری دن ثابت ہوا۔ اور آپ اس کے بعد کبھی اس درس میں شامل نہ ہوئے۔ چند دن کے بعد احمدیوں کی مسجد میں حافظ احمد اللہ صاحب نے قرآن مجید کا درس دینا شروع کیا جس میں شامل ہوتے رہے۔ اس کا آپ کی طبیعت پر اثر ہوا کہ احمدی قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر زیادہ معقولیت کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

مطالعہ کتب سلسلہ، پہلی بار زیارت قادیان: پھر آپ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب حاصل کر کے مطالعہ کرتے رہے۔ اس اثناء میں ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے احمدیوں کی مسجد میں خطبہ جمعہ پڑھا اور اس میں حضرت اقدسؑ کی صداقت پر آیت استخلاف سے استدلال کیا جس سے ملک صاحب احمدیت کے اور قریب ہو گئے۔ چند روز بعد آپ نے کتاب شہادۃ القرآن پڑھی۔ جس میں حضورؑ نے انہی آیات سے نہایت عمدہ طریق پر اپنی صداقت کا استدلال فرمایا ہے۔ آپ نے ایک رات میں دو دفعہ اس کتاب کو پڑھا اور اس کے مطالعہ سے آپ کے قلب صافی پر صداقت کا نور نازل ہو گیا اور آپ دل سے احمدیت کی سچائی کے قائل ہو گئے۔ دسمبر ۱۹۰۰ء کے جلسہ

سالانہ پر ڈاکٹر صاحب نے آپ کو قادیان چلنے کی دعوت دی۔لیکن ملک صاحب نے آمادگی کا اظہار نہ کیا۔ڈاکٹر صاحب نے اگلے دن روانہ ہونا تھا کہ ملک صاحب نے بوقت صبح خواب دیکھا کہ پنڈت بیج ناتھ جو بیج ناتھ سکول امرتسر کے بانی اور آپ کے دوست تھے' آپ سے پوچھتے ہیں کہ (حضرت) مرزا صاحبؑ کو کیا سمجھتے ہو۔آپ نے جواب دیا کہ میں ان کو مسیح موعودؑ اور مہدی معہود خیال کرتا ہوں۔پھر خواب میں ہی آپ گھر آئے اور والد صاحب سے کہا کہ میں تو قادیان کے جلسہ پر جاتا ہوں' آپ بھی چلیں۔انہوں نے کہا''تُسی جاؤ اسی تے ہُن قبر وچ ہی جاواں گے۔''یعنی آپ جائیں ہم تو اب قبر میں ہی جائیں گے۔یہ نظارہ دیکھنے کے بعد آپ نیند سے بیدار ہوئے۔والد صاحب پاس کی چارپائی پر لیٹے تھے۔اُنہوں نے حسب معمول پوچھا خیریت ہے؟ آپ نے فوراً کہا کہ میں تو جلسہ پر قادیان جاتا ہوں' آپ بھی چلیں۔انہوں نے کہا''تُسی جاؤ اسی نہیں جاندے''یعنی آپ جائیں ہم نہیں جاتے۔گو انہوں نے قبر والی بات منہ سے تو نہ کہی مگر عملاً ایسا ہی ہوا۔اس کے بعد باوجود نو سال زندہ رہنے کے نہ قادیان جاسکے اور نہ ہی احمدیت کی طرف ان کا رجوع ہوا۔

پہلی اور دوسری بار زیارت حضرت مسیح موعودؑ اور توفیق بیعت: ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے پہلی بار اس وقت دیکھا جب حضورؑ آتھم کے (ساتھ) مباحثہ کے لئے (۱۸۹۳ء میں) امرتسر تشریف لے گئے تھے۔ان دنوں میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرتسری مرحوم نے جو ہمارے ہمسایہ تھے (اور ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے) حضورؑ اور حضورؑ کے خدام کی دعوت کی۔چونکہ ہمارا گھر زیادہ وسیع تھا' اس لئے اس کے صحن میں حضورؑ کو بٹھایا۔یہ مکان جو ہم نے کرایہ پر لیا ہوا تھا کٹڑہ اہلووالیہ' کوچہ شیخ کمال الدین کے اندر تھا اور ریاست کپورتھلہ کی ملکیت تھا۔اس وقت میں نے اپنے کوٹھے پر سے حضورؑ کو دیکھا۔گو میری عمر اس وقت چھوٹی تھی (اس لئے) مجھے بہت خفیف سا یاد ہے۔اس کے بعد دوسری دفعہ حضورؑ کی زیارت اس وقت ہوئی جب مَیں دسمبر ۱۹۰۰ء میں قادیان آیا اور بیعت کی۔

بیعت کی توفیق پانا: جلسہ سالانہ ۱۹۰۰ء پر آپ قادیان آئے۔آپ کے لئے یہ قادیان کی زیارت کا پہلا موقعہ تھا۔آپ بیان فرماتے ہیں:

''میں ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کے ہمراہ قادیان چلا گیا۔بیعت کرنے کا ابھی کوئی خاص ارادہ نہ تھا۔جب لوگ بیعت کرنے لگے تو جس طرح کوئی پکڑ کر لے جاتا ہے میں کھچ کر چلا گیا اور بیعت کرلی۔ **الحمدللّٰہ علیٰ ذالک**۔دسمبر ۱۹۰۰ء کی غالباً ۲۷ یا ۲۸ تاریخ تھی۔اس کا اعلان جنوری ۱۹۰۱ء کے الحکم میں ہے۔''

آپ کا نام فہرست بیعت کنندگان میں یوں مرقوم ہے:

"۸۔مولیٰ بخش صاحب" " " " " " " (یعنی امرتسر کٹڑہ جمیل سنگھ)

بعض رشتہ داروں نے بیعت کرنے پر آپ کے متعلق افسوس کا اظہار کیا اور آپ کے والد صاحب سے علیحدگی میں آپ کے لامذہب ہو جانے پر اظہار ہمدردی کیا۔مگر انہوں نے جواب میں کہا کہ مَیں اپنے بیٹے میں کوئی برائی نہیں دیکھتا۔وہ پہلے سے اچھا ہے،بلکہ مجھ سے بہتر ( ) معلوم ہوتا ہے۔ایسی ملازمت ہونے کی وجہ سے جہاں اکثر لوگوں کو کام پڑتا ہے، آپ کو عوام سے بھی کوئی قابل ذکر تکلیف نہیں پہنچی۔　　(صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۳)

حضرت منشی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی

قادیان کی پہلی بار زیارت آمد و رفت اور بیعت: جب عبداللہ آتھم کی میعاد کے آخری دس پندرہ دن رہتے تھے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے جو منشی صاحب کے بہنوئی تھے لکھا کہ اپنی ہمشیرہ کو لے آئیں۔چنانچہ منشی صاحب ہمشیرہ کو لے کر آئے اور اس طرح پہلی بار قادیان دیکھنے کا موقعہ ملا۔آپ غالباً سوا ماہ تک قادیان میں رہے۔ان دنوں نواب بہاولپور نے شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویئر ہاؤس لاہور کی معرفت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ حضور حضرت مولوی صاحب کو علاج کرنے کے لئے بہاولپور جانے کی اجازت دیں چنانچہ حضورؑ نے پندرہ دن کی اجازت دی تھی اور حضرت مولوی صاحب گئے ہوئے تھے۔قادیان میں نہ تھے۔حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے منشی صاحب کا تعارف حضرت اقدس سے کرا دیا تھا۔اور حضورؑ آپ کو اچھی طرح جاننے لگ گئے تھے۔اور آپ نے بعض نمازیں بھی بیت مبارک میں باجماعت ادا کی تھیں۔انہی ایام میں منشی صاحب ایک دفعہ بیعت پر آمادہ ہوئے تھے۔اس بارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم فرماتے ہیں:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی میرے ماموں زاد بھائی تھے اور میرے بہنوئی بھی تھے۔عمر میں مجھ سے قریباً آٹھ سال بڑے تھے۔انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت مجھ سے پہلے کی تھی اور اس کے بعد وہ ہمیشہ تحریک کرتے رہتے تھے کہ میں بھی بیعت کرلوں۔غالباً ۱۸۹۳ء میں ایک خواب کی بناء پر میں بھی بیعت کے لئے تیار ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوا۔(غالباً جمعہ کا دن اور مسجد اقصےٰ مقام تھا) اس وقت اتفاق سے میرے سامنے ایک شخص حضرت صاحب کی بیعت کر رہا تھا۔میں نے جب بیعت کے یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے سنے کہ 'میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا' تو میرا دل بہت ڈر گیا کہ یہ بہت بھاری ذمہ داری ہے جسے میں نہیں اُٹھا سکوں گا۔اور میں بغیر بیعت کئے واپس لوٹ گیا۔اس کے بعد میں ہر سال تعطیلات موسم گرما جو ڈیڑھ پونے دو ماہ کی ہوتی تھیں قادیان آکر گذارتا۔اور کبھی جلسہ سالانہ پر بھی آجاتا۔ستمبر ۱۹۰۰ء میں مولوی صاحب نے لکھا کہ افسوس ہے کہ اس دفعہ تمام تعطیلات آپ نے وہیں گذار دیں اور قادیان

نہیں آئے۔ کوئی آٹھ دن باقی تھے میں قادیان آ گیا۔

''ایک دفعہ مولوی صاحب مرحوم نے میری ہمشیرہ سے کہا کہ محمد اسماعیلؓ (کا عجیب حال ہے) لوگوں کو تو تبلیغ کرتا رہتا ہے (اور احمدیت کی تائید میں جھگڑتا تھا) اور خود بیعت نہیں کرتا' یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ میری ہمشیرہ نے مجھے جب یہ بات سنائی تو میں نے خود مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ نے ایسا کہا ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا ہاں۔ تو میں نے مولوی صاحب کو کہا کہ میں علیحدگی میں بیعت کروں گا اور میرے دل میں یہ خیال تھا کہ میں حضرت صاحبؑ سے عرض کرونگا کہ ہر بات میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار مجھ سے نہ لیں۔ یعنی اس عہد سے مجھے معاف کر دیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا (میں نے کہا کہ پھر بیعت بھی کبھی نہیں ہوسکتی) پھر اس کے کچھ عرصہ بعد (کہ انہی تعطیلات کا آخری دن تھا) میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دل میں ارادہ تھا کہ حضرت صاحبؑ پر اپنا خیال ظاہر کرونگا۔ لیکن جب حضرتؑ صاحب مسجد میں تشریف لائے اور مغرب کی نماز کے بعد تشریف فرما ہوئے تو کسی شخص نے عرض کی کہ حضور کچھ آدمی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا ''آجائیں'' اس ''آجائیں'' کے الفاظ نے میرے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ مجھے (کچھ ہوش نہ رہا) وہ تمام خیالات بھول گئے اور میں بلا چون وچرا آگے بڑھ گیا۔ (حضورؑ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا) اور (میں نے) بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد جب حضرت صاحب کو میرے ان خیالات کا علم ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ ہماری بیعت کی تو غرض ہی یہی ہے کہ ہم دینداری پیدا کریں۔ اگر ہم دین کو مقدم کرنے کا اقرار نہ لیں تو کیا پھر یہ اقرار لیں کہ میں دنیا کے کاموں کو مقدم کیا کروں گا۔ اس صورت میں بیعت کی غرض وغایت اور حقیقت ہی باطل ہو جاتی ہے۔''

بیعت کے بعد منشی صاحب نے عرض کیا کہ صبح واپسی کا ارادہ ہے۔ ان دنوں سیالکوٹ میں سخت ہیضہ شروع تھا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس جگہ وبا پھیلی ہوئی ہو وہاں نہیں جانا چاہئے۔ منشی صاحب نے کہا کہ تعطیلات ختم ہو رہی ہیں۔ تو حضورؑ نے فرمایا کہ یہ مجبوری ہے۔ چنانچہ منشی صاحب بیعت کے اگلے روز سیالکوٹ چلے گئے۔

جب مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھتے ہوئے ایک پلید نے حضورؑ اور خدام کو گالیاں دی تھیں اس واقعہ کے ضمن میں منشی صاحب بیان کرتے تھے کہ اس وقت میں بالکل حضورؑ کے ساتھ بائیں طرف تھا۔ نیز صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات کے وقت بھی (جو ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو ہوئی) منشی صاحب قادیان میں تھے۔ چنانچہ آپ کی روایت اسی کتاب میں صاحبزادہ صاحب کے حالات میں درج ہو چکی ہے۔

<u>بیعت کے بعد انقلاب</u>: پہلے دل میں ہر وقت ایک بے کلی سی رہتی تھی۔ بیعت کے بعد جاتی رہی۔ اب جو تبدیلی ہوئی وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ بیعت کرنے سے پہلے ایک دفعہ آپ نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ بھائی غلام قادر! نماز پڑھا کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو نماز پڑھ پڑھ کر کیا مل گیا' جو مجھے تلقین کرتے ہو۔ آپ نے بھی دل میں خیال کیا کہ

بھائی سچ کہتا ہے' مجھے بھی کچھ نہیں ملا۔ اس لئے آپ چپ ہو رہے۔ بلکہ بعد میں نماز بھی ترک کر دی۔ جب آپ نے بیعت کر لی تو کچھ عرصہ کے بعد پھر کہا بھائی غلام قادر! نماز پڑھا کرو۔ انہوں نے جواب دیا اب پڑھا کروں گا کیونکہ میں اب محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو کچھ مل گیا ہے۔ یعنی بیعت سے پہلی اور بعد کی حالت میں تبدیلی محسوس کرتا ہوں۔ آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ بیعت کے بعد آوارہ مزاجی یکلخت کافور ہوگئی۔ (صفحہ ۱۸۵ تا ۱۸۷)

حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب

قبولِ احمدیت : سیٹھ صاحب کو احمدیت کی نعمت حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی کے ذریعہ حاصل ہوئی۔

آپ میر صاحب کے ہمراہ قادیان آئے اور دستی بیعت کی۔ فرماتے تھے :

''میں حضورؑ کی زندگی میں تین مرتبہ قادیان گیا ہوں۔ پہلی مرتبہ جانے کا سن صحیح طور پر یاد نہیں۔ ۱۹۰۰ء سے ایک سال پہلے یا ایک سال بعد ہوگا۔ میں مولوی میر محمد سعید صاحب مرحوم حیدر آبادی کے ساتھ قادیان گیا تھا۔ اس وقت حضورؑ ایک حجرہ میں تشریف فرما رہتے تھے۔ جو بیت مبارک کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ بہت تھوڑے آدمی اس میں بیٹھ سکتے تھے۔ جس مقام پر بالعموم حضور بیٹھا کرتے تھے وہاں جا کر میں بیٹھ گیا لوگوں نے مجھے نہیں اٹھایا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حضورؑ کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ پھر جب حضورؑ تشریف لائے اور لوگوں نے مصافحہ شروع کیا تو مَیں بھی اُٹھا۔ حضورؑ نے اپنے ہاتھوں کے اشارے سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر حضورؑ مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ اس طرح کہ حضورؑ والا کی مانڈی (ران) میری مانڈی پر تھی۔ میں ہٹنے کی کوشش کیا۔ حضورؑ نے ران پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہیں بیٹھے رہیے۔ مجلس میں تیس آدمی ہوں گے۔ یہ موسم بہار کے دن تھے ظہر کی نماز کی بات ہے۔ تین روز وہاں قیام رہا۔ حضورؑ کے ساتھ دوسرے روز سیر کو گئے .... مغرب سے پہلے ہم (مردان علی صاحب حیدر آبادی۔ حضرت میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی) اور دوسرے لوگ دس بیس آدمی تھے۔ حضرت صاحبؑ کے مکان میں ہی سے کھانا کھاتے۔ ہم حیدر آبادیوں کے متعلق حضورؑ اندر سے کہلوا بھیجتے کہ حیدر آبادیوں کو ابھی کھانا نہ کھلوایا جائے۔ اس کے بعد مغرب حضورؑ خود تشریف لائے اور دستر خوان بچھوایا گیا۔ مولوی میر محمد سعید صاحب کے سوال پر حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کو مَیں نے اس لئے روک لیا تھا کہ آپ لوگ حیدر آبادی ہیں جو چاول کھانے کے عادی ہیں۔ اس لئے میں نے چاولوں کے پکوانے کا بندوبست کیا۔''

دوبارہ پھر زیارت قادیان: حضورؑ کے عہد مبارک میں آپ کو دوبارہ پھر قادیان آنے کا موقعہ ملا۔ فرماتے تھے :

''اس کے بعد دوسری مرتبہ میں قادیان پھر دو سال بعد گیا ہوں گا۔ سن یاد نہیں۔ تین چار روز ٹھہرے۔ ادب کی وجہ سے کوئی گفتگو نہیں کرتا۔ صرف حضور کا چہرہ دیکھ لینا اور حضورؑ کی باتیں سننا۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ میں قادیان گیا تو اس وقت بھی یہی کیا۔ مصافحہ کرنا اور حضورؑ کی صورت دیکھ لینا اور حضورؑ کی باتیں سننا۔ ہر مرتبہ جب ہم واپس ہوتے تو باوجود تانگوں کی موجودگی کے اپنے خدام کو چھوڑنے کے لئے حضورؑ نہر تک پیدل تشریف لاتے۔ باوجود اصرار کے بھی تانگوں پر نہ بیٹھتے۔

رخصت کرتے وقت دعا کے بعد ہمیشہ فرماتے۔ مجھ سے ہمیشہ ملا کرو اور بار بار قادیان آیا کرو۔ ہم کو اس قدر تڑپ ہوتی تھی کہ کسی طرح اس مبارک چہرہ کو دیکھیں اور حضورؓ کی باتیں سنیں۔ حضورؓ اس ناچیز خادم کو ''سیٹھ صاحب'' کے لقب سے یاد فرماتے چنانچہ حضورؓ کی دعاؤں کے طفیل خدا نے عاجز کو فی الواقع مالامال کر دیا اور سیٹھ بنا دیا۔''

قبولِ احمدیت سے انقلاب: سیٹھ صاحب نے قبول احمدیت کے بعد مولانا میر محمد سعید صاحب سے دریافت کیا کہ اب ہم کیا کریں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ پانچ وقت نماز باجماعت ادا کریں۔ قرآن مجید پڑھیں اور تہجد ادا کیا کریں۔ اور خدا تعالیٰ کی مخلوق سے بھلائی کریں۔ سیٹھ صاحب بیان کرتے تھے کہ پہلے مجھے نماز کی عادت نہ تھی اور نہ ہی تہجد اور قرآن مجید سے شناسا تھا۔ کوشش سے تہجد میں باقاعدگی ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز میں ایک ذوق اور شوق حاصل ہوا۔ کئی دن بعد ایک روز تہجد سے فارغ ہوا تو میری زبان پر بار بار **وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ** کے الفاظ جاری ہوئے۔ اور زبان انہیں بار بار دہرانے لگی۔ اور خود بخود ہی گریہ و بکا شروع ہو گیا۔ میری اہلیہ پیر ساں بی نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ میں نے یہ بات کہہ سنائی۔ لیکن عربی نہ انہیں آتی تھی نہ مجھے۔ ایک بار آپ کو **سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ** الہام ہوا۔ بعد میں سیٹھ صاحب پر مصائب کی تیز آندھیاں چلیں۔ اور مخالفین مخالفت میں سرگرم رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام شرور و آفات سے اپنی حفظ و امان میں رکھا۔ اور آپ کو الہامات و کشوف سے نوازا۔ ایک دفعہ رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت دودھ پلایا۔ جس کا مزہ منہ میں بیدار ہونے پر بھی موجود تھا۔ سو اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایمان و عرفان سے بہرہ وافر عطا ہوا۔ بیعت کے بعد آپ کی زندگی میں جو انقلاب رونما ہوا اس کے متعلق مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سیٹھ محمد غوث صاحب کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ وہ:

''اپنے بھائی سیٹھ حسن احمدی کو دیکھتے تھے۔ اُن کی زندگی میں ایک صادق مسلم اور غیور مومن کے آثار نمایاں پاتے تھے۔ ان کے تقویٰ و طہارت نفس کو علیٰ وجہ البصیرۃ جانتے تھے اور دیکھتے تھے کہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو کر اُن کی خوبیاں اور نیکیاں ایک جلا حاصل کر رہی ہیں اور حسنات اور رفاہ عام کی قوتوں میں نشوونما ہو رہا ہے''۔

نصاب سہ ماہی سوم (جولائی تا ستمبر ۲۰۰۶ء)

1۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 4 — نصف اوّل

2۔ کتاب ''کشتی نوح'' از حضرت مسیح موعود علیہ السلام — (روحانی خزائن جلد 19)

3۔ کتاب ''منہاج الطالبین'' از حضرت مصلح موعود — (انوار العلوم جلد 9)

(مرسلہ: قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۴۰واں جلسہ سالانہ

منعقدہ 30,29,28 جولائی 2006ء

بمقام حدیقۃ المہدی ہمپشائر برطانیہ

(تحریر و ترتیب: مکرم محمد محمود طاہر صاحب مربی سلسلہ)

جماعت احمدیہ برطانیہ کا 40واں جلسہ سالانہ مورخہ 28 تا 30 رجولائی 2006ء اپنی اعلیٰ دینی روایات کے ساتھ افضال الٰہی کو سمیٹتا ہوا حدیقۃ المہدی ہمپشائر برطانیہ میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں دنیا بھر کے 18 ممالک کے تقریباً 30 ہزار افراد نے شرکت کی اور ایم ٹی اے پر اس جلسہ کی تمام کارروائی براہِ راست نشر کی گئی جس کی بدولت دنیا بھر کے احمدیوں نے فیض پایا۔ اس جلسہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ الودود نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی اور احباب جماعت کو اپنے روح پرور خطابات سے نوازا۔ 28 رجولائی 2006ء کا خطبہ جمعہ بھی حضور نے جلسہ گاہ میں ارشاد فرمایا جس میں شرکاء جلسہ کو زریں ہدایات و نصائح سے نوازا۔

امسال ہونے والے جلسہ سالانہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو 208 ایکڑ پر مشتمل وسیع جلسہ گاہ عطا فرمائی جس کا نام حدیقۃ المہدی رکھا گیا ہے۔ اس جلسہ کی مختصر جھلکیاں ہدیہ قارئین کی جارہی ہیں۔

نئی جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ 1984ء میں ہجرت کرکے برطانیہ تشریف لے گئے تو جماعتی ضروریات پورا کرنے کے لئے 1984ء میں سرے کاؤنٹی میں ٹلفورڈ کے مقام پر 25 ایکڑ اراضی خریدی گئی اور اس کو اسلام آباد کا نام دیا گیا۔ اس جگہ جماعت کے جلسے اور دیگر تقریبات ہوتی تھیں۔ جماعتی پھیلاؤ کے پیش نظر یہ جگہ نا کافی ہوگئی اور گزشتہ سال جلسہ سالانہ عارضی طور پر Rushmoore میں ہوا۔ امسال خدا تعالیٰ نے جماعت کو اسلام آباد سے 8 گنا سے بھی زائد رقبہ عطا فرمادیا اور آلٹن ہمپشائر میں 208 ایکڑ اراضی خریدی گئی۔ مورخہ 30 رجون 2006ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے اس جگہ کا نام حدیقۃ المہدی تجویز فرمایا۔ یہ جگہ اسلام آباد سے 11 میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ امسال جلسہ سالانہ اسی وسیع و عریض مقام پر ہوا۔

معائنہ انتظامات اور کارکنان جلسہ سے خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23/ جولائی 2006ء بروز اتوار جماعت احمدیہ برطانیہ کے چالیسویں جلسہ سالانہ کی تیاریوں کا معائنہ فرمایا اور کارکنان کو اپنی ہدایت سے نوازا۔

امسال پہلی بار جلسہ سالانہ نئی خرید کردہ زمین حدیقۃ المہدی میں ہو رہا تھا لیکن اسلام آباد میں بھی رہائش اور طعام کے انتظامات تھے۔ حضور انور نے دونوں مقام پر تشریف لے جا کر ہر شعبہ اور جگہ کا بنفس نفیس معائنہ فرمایا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے بھی نوازا۔ حضور رہائش گاہوں، لنگر خانہ، طعام گاہوں اور دوسری سہولیات کی جگہ پر تشریف لے گئے اور مہمانوں کے آرام اور سہولت کے حوالہ سے معائنہ فرماتے رہے۔ اس کے بعد حضور نے کارکنوں کو ہدایات دیں اس سے قبل ہر شعبہ کے ناظم کو شرف مصافحہ بخشا۔ تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور نے خطاب فرمایا کہ میں 21/ جولائی کے خطبہ میں ہدایات دے چکا ہوں مہمانوں کی خدمت اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھیں اور نئی جگہ کے حوالہ سے ڈسپلن کا خاص خیال رکھیں صفائی کا بھی خیال رہے تا کوئی شکایت پیدا نہ ہو۔

جلسہ سالانہ کا افتتاح اور حضور انور کا خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28/ جولائی 2006ء بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ برطانیہ کے 40ویں جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔ پاکستانی وقت کے مطابق رات ساڑھے آٹھ بجے حضور انور جلسہ گاہ تشریف لائے اور سب سے پہلے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔ محترم امیر صاحب U.K نے برطانیہ کا جھنڈا لہرایا۔ لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب کے بعد حضور سٹیج پر تشریف لائے اور جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تلاوت و نظم سے قبل بعض معزز مہمانوں نے حاضرین جلسہ سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور پھر تلاوت و نظم کے بعد حضور انور نے حاضرین کو جلسہ کے افتتاحی خطاب سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ کے دو بڑے مقاصد ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی۔ اس حوالے سے حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش کئے۔ حضور انور نے تقویٰ اختیار کرنے، تواضع اور انکساری کی عادت اپنانے اور آپس میں نرمی سے معاملہ کرنے، باہم محبت اور مواخات کا نمونہ اختیار کرنے کے بارہ میں توجہ دلائی۔ نیز فرمایا کہ لبنان میں ہونے والے مظالم کے خلاف ہر احمدی کو ہر فورم پر آواز اٹھانی چاہیے۔ احمدیوں کو امن عالم کے لئے دعاؤں کی تحریک بھی کی۔ خطاب کے بعد حضور نے دعا کروائی۔

مستورات سے خطاب

جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز 29/ جولائی بروز ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ الودود مستورات کی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ تلاوت و نظم کے بعد تعلیمی میدان میں اعزاز پانے والی طالبات کو انعامات دینے کی تقریب ہوئی جس کے

بعد حضور انور نے خواتین سے خطاب فرمایا جو براہ راست مردانہ جلسہ گاہ اور ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں نشر ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب میں فرمایا کہ ہر احمدی عورت کا ایک تقدس ہے جس کی اسے حفاظت کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا شکرگزار رہنا چاہیے کہ جس نے آپ کو ایک ایسے امام کی جماعت میں شمولیت کی توفیق بخشی۔ جس نے اللہ کے حکم سے عورتوں کے حقوق قرآنی تعلیمات کے مطابق قائم فرمائے اور اللہ کی شکرگزاری یہ ہے کہ اس کے احکامات پر عمل کیا جائے۔

حضور انور نے احمدی عورت کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے خواتین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی کہ لہو ولعب، فیشن پرستی اور دنیاداری کے پیچھے نہیں چلنا بلکہ دائمی جنت کا وارث بننے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنا اور شیطانی حملوں سے بچنے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ پردے کے بارہ میں حضور نے خصوصی توجہ دلائی کہ اس کی پابندی کریں۔ قرآن سیکھیں، احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں بلکہ برتری کی سوچ پیدا کریں اور ایسی نسلیں چھوڑ جائیں جو احکام الٰہی پر عمل کرنے والی ہوں۔ خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

دوسرے روز کا خطاب، افضال الٰہی کا تذکرہ

جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز 29 / جولائی بروز ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوران سال جماعت احمدیہ پر ہونے والے افضال الٰہی اور تائیدات الٰہی کا ایمان افروز تذکرہ فرمایا اور جماعت کی عالمگیر ترقی کا مختصر جائزہ پیش فرمایا۔ جس کو سن کر ہر دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر سے لبریز ہو گیا۔ چند اعدادوشمار اختصار سے پیش ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 185 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ 1984ء کے بعد اب تک 94 نئے ممالک میں جماعت کا قیام ہوا۔ امسال چار ممالک میں اسٹونیا، انٹی گوا، برموڈا اور بولیویا میں جماعت قائم ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ کئی ممالک میں پرانے رابطے بحال کر کے جماعت کو منظم کیا گیا۔ 945ء مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ 589 نئے مقامات پر احمدیت کا پودا لگا اس طرح 1534 نئے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ ہندوستان میں 186 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

نومبائعین سے رابطہ مہم میں غیر معمولی کامیابی ہوئی۔ غانا، برکینا فاسو اور نائیجیریا میں لاکھوں نومبائعین سے رابطہ بحال ہوا ہے۔ دوران سال جماعت کو 359 بیوت الذکر عطا ہوئیں ان میں 171 نئی اور 188 بنی بنائی ملی ہیں۔ گزشتہ 21 سالوں میں جماعت کو 13135 بیوت الذکر بنانے کی توفیق ملی یا بنی بنائی ملیں۔ اس سال 96 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا سوئٹزرلینڈ میں قطعہ اراضی، برطانیہ شیفیلڈ میں عمارت، جامعہ احمدیہ برطانیہ کی عمارت اور حدیقۃ المہدی کی اراضی بھی امسال عطا ہوئی ہیں۔

تراجم قرآن میں تھائی زبان میں ترجمہ کی دوسری جلد شائع ہوئی۔ زیر تکمیل تراجم کی تعداد 22 ہے۔ دنیا بھر میں کتب اور فولڈرز کثیر تعداد میں شائع ہو رہے ہیں۔ 267 نمائشیں دنیا میں لگیں جن کے ذریعہ 2 لاکھ 71 ہزار افراد تک پیغام حق پہنچا۔ رقیم پریس یو۔ کے کے تحت افریقہ کے چھ ممالک میں پریس کام کر رہے ہیں۔ عربی ڈیسک نے چھ مزید کتب شائع کیں اور ایم ٹی اے پر عربی پروگراموں کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔

نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ کے 12 ممالک میں 34 ہسپتال اور کلینکس کام کر رہے ہیں جن میں 33 ڈاکٹرز بیرون ممالک سے گئے ہوئے خدمت کر رہے ہیں۔ 11 ممالک میں 494 ہائر سیکنڈری، جونیئر سیکنڈری، پرائمری اور نرسری سکول کام کر رہے ہیں۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ کی عمارت بن گئی ہے۔ ہومیوپیتھی ڈسپنسریوں سے لاکھوں مریضوں کا علاج ہوا۔ طاہر ہومیوپیتھک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں ایک لاکھ 21 ہزار 390 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا جن میں 41,560 غیر از جماعت تھے۔

احمدیہ ویب سائٹ پر 170 کتب online ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ 19 ممالک میں رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ پاکستان کے زلزلہ میں ہیومینٹی فرسٹ کے ڈاکٹرز نے 75 ہزار مریضوں کو دیکھا، 39 ہزار لوگوں کو عارضی رہائش دی گئی۔ 5,20,000 کلوگرام امداد دی گئی۔ دیگر ممالک میں بھی انسانی خدمت کا کام ہو رہا ہے۔

احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز بھی مختلف ممالک میں جماعتی تعمیرات کے حوالے سے اور غریب ممالک میں مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ تحریک وقف نو میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک 33190 بچے شامل ہو چکے ہیں۔ ان میں 21 ہزار 682 لڑکے اور 11 ہزار 508 لڑکیاں ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد پاکستان میں ہے جہاں 20 ہزار 270 واقفین نو ہیں۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعتوں کی کل تعداد 2 لاکھ 93 ہزار 881 ہے جو کہ 102 ممالک سے 270 اقوام کے لوگ ہیں۔ بیعتوں میں نائیجیریا اور غانا سرفہرست ہیں۔ غانا میں جلسہ گاہ کے لئے 460 ایکڑ اراضی خریدی گئی ہے۔

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قدر فضل نازل ہوئے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں ہے۔ نیز فرمایا جو مواد میں لے کر آیا تھا اس کا صرف تیسرا حصہ آپ لوگوں کو بتایا ہے اتنے افضال ہیں کہ ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اس سے ایمان اور یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔

عالمی بیعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1993ء میں عالمی بیعت کے روحانی سلسلہ کا آغاز فرمایا تھا اور تب سے ہر سال جلسہ سالانہ U.K کے موقع پر یہ روح پرور پروگرام احباب جماعت کے دلوں کو تسکین پہنچاتا اور ایمان کو بڑھاتا ہے۔

امسال 14 ویں عالمی بیعت مورخہ 30/ جولائی 2006ء بروز اتوار پاکستانی وقت کے مطابق پانچ بج کر پچیس منٹ پر منعقد ہوئی۔ جلسہ سالانہ برطانیہ کے شاملین نے براہ راست حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی جب کہ دنیا کے 185 ممالک کے احمدیوں نے احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ اس میں شمولیت کی۔

بیعت کے وقت حضور انور حضرت مسیح موعودؑ کا مبارک کوٹ زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ مختلف ممالک کے نومبائعین نے آپ کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔ امسال 2 لاکھ 93 ہزار 881 بیعتیں حاصل ہوئی تھیں جو کہ 102 ممالک کی 270 اقوام سے تعلق رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ثبات قدم عطا فرمائے اور جماعت کو مزید کامیابیاں عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

اختتامی خطاب

مورخہ 30/ جولائی 2006ء بروز اتوار پاکستانی وقت کے مطابق رات ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ الودود اختتامی خطاب کے لئے جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ تلاوت ونظم کے بعد تعلیمی میدان میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ میں حضور نے انعامات تقسیم فرمائے۔ اس کے بعد حضور نے تشہد وتعوذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ آل عمران کی آیت 82 کی تلاوت کی اور حاضرین جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ الودود نے اپنے خطاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور عظیم المرتبت ہونے کے بارہ میں پر معارف حقائق بیان فرمائے کہ آپؐ خوبیوں اور کمالات میں تمام نبیوں سے بالا و برتر تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا ہر مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے آپؐ پر ایمان کا عہد لیا تھا۔ گزشتہ کتب میں آپ کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ آپؐ تمام عالم کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر زمانہ میں آپؐ اور قرآن کے معجزات رونما ہوتے ہیں۔

حضور انور نے بعض مستشرقین کے حوالہ جات کا بھی ذکر فرمایا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے زندہ معجزات کا اقرار کیا گیا ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عاشقانہ تحریرات میں سے آنحضرتؐ کی سیرت ومقام کا تذکرہ فرمایا۔ آخر پر حضور انور نے احباب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے کی تلقین فرمائی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق دے اور دوسروں تک آپ کی تعلیم اور اسوہ کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور انور نے اختتامی دعا کروائی۔ جس کے بعد جلسہ سالانہ برطانیہ اختتام پذیر ہوا اور پوری فضا نعرہ ہائے تکبیر اور حمد وشکر کے نغمات سے گونج اٹھی۔ حضور نے جلسہ کی حاضری بتائی جس کے بعد آپ خواتین کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں

بچیوں نے حمد و نعت کے ترانے پیش کئے۔ کچھ دیر یہاں قیام کے بعد حضور خدا حافظ کہہ کر جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے۔

تقاریر جلسہ سالانہ

امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر مندرجہ ذیل مقررین کو حاضرین سے خطاب کا موقعہ ملا، یہ تمام خطابات ایم ٹی اے کے ذریعہ Live ٹیلی کاسٹ کئے گئے۔

(۱) مکرم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب امیر جماعت انڈونیشیا عنوان ''انڈونیشیا میں احمدیت'' بزبان اُردو

(۲) تقریر انگریزی ''دور حاضر کے خطرات اور دینی اقدار کی حفاظت'' مقرر مکرم بلال ایٹکنسن صاحب ریجنل امیر شمال مشرقی برطانیہ

(۳) تقریر اردو ''فتح مکہ میں رسول اکرمؐ کا اسوہ حسنہ'' مقرر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل۔ لندن

(۴) تقریر انگریزی ''حضرت مسیح موعودؑ کا عشق قرآن'' مکرم افتخار احمد ایاز صاحب OBE

(۵) تقریر انگریزی ''غیبی تائید و نصرت اللہ کی ہستی کا ثبوت ہے۔'' مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یو۔کے

(۶) تقریر اردو ''احمدیت کا پیدا کردہ انقلاب'' مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر انصاراللہ پاکستان

اس کے علاوہ برطانیہ اور مختلف ممالک سے آئے ہوئے معزز مہمانوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا یہ کارروائی بھی Live نشر ہوئی۔

جلسہ سالانہ کی ایم ٹی اے پر کوریج

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جلسہ سالانہ برطانیہ کی جملہ کارروائی احمدیہ ٹیلی وژن پر Live ٹیلی کاسٹ کی گئی۔ اس طرح MTA کے ذریعہ دنیا کے 185 ممالک میں موجود احمدی جلسہ سالانہ U.K میں شامل تھے اور وہ اپنے آقا کے روح پرور خطابات، عالمی بیعت اور دیگر کارروائی سے فیضیاب ہوئے۔

جلسہ کی کارروائی کے علاوہ جلسہ کے انتظامات کے حوالہ سے مختلف انٹرویوز بھی ایم ٹی اے پر نشر ہوئے جس میں جلسہ گاہ و سٹیج کی تیاری، لنگر خانہ اور دیگر جلسہ کی سہولیات کے بارہ میں معلومات پیش کی گئیں۔ بعض ممالک کے امراء کے انٹرویوز بھی پیش کئے گئے۔ حاضرین جلسہ سالانہ کے تاثرات بھی ریکارڈ کر کے نشر ہوئے۔ خوبصورت آواز میں نظمیں بھی ایم ٹی اے پر مختلف اوقات میں گونجتی رہیں۔ ایم ٹی اے کی صورت میں ایک عظیم الشان نعمت ہمارے پاس موجود ہے جس کے ذریعہ ہم ہر وقت اپنے پیارے امام کے ایمان افروز اور روح پرور کلمات طیبات سے فیضیاب ہو سکتے ہیں اور ایک عالمگیر مواخات کا منظر بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر نظر آتا ہے جو ایم ٹی اے کے ذریعہ ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ جہاں مختلف رنگ و نسل، مختلف بولیاں بولنے والے احباب جماعت اپنے علم و معرفت میں ترقی حاصل کرنے کے لئے جلسہ سالانہ میں شامل ہوتے ہیں اور اپنی وفا کا اظہار مختلف انداز میں کرتے ہیں۔ اس عالمی مواخات کے قیام میں بھی ایم ٹی اے (باقی صفحہ 38 پر)

صحبت صالحین

(مرتبہ: مکرم انعام الرحمان ناز صاحب مربی سلسلہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورہ توبہ میں فرماتا ہے۔

ترجمہ "اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں (کی جماعت) کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔" اس آیت کریمہ میں صحبت صالحین اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

صحبت صالحین حصول رضائے الٰہی، تقویٰ، اصلاح نفس اور قرب الٰہی حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جس قسم کے افراد، ماحول اور لوگوں میں انسان رہے گا ان کا اثر اُس پر ضرور پڑے گا۔ اردو میں کہتے ہیں خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے اور انگریزی میں بھی مشہور محاورہ ہے۔ A man is known by his company he keeps آدمی اپنی اس سوسائٹی سے پہچانا جاتا ہے جس میں وہ رہتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی اس فلسفہ کو ایک حکایت کی صورت میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "ایک روز ایک حمام میں مجھے کچھ مٹی پیش کی گئی۔ اس مٹی سے گلاب کے پھولوں کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے مٹی سے پوچھا تو مشک ہے یا عنبر تو مٹی نے جواب دیا میں پھولوں کی ہمسائیگی میں رہی ہوں۔"

جمال ہم نشیں بر من اثر کرد　　　وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

میرے ہم نشینوں نے مجھ پر اثر کر دیا ورنہ میں تو وہی مٹی کی مٹی ہی ہوں۔

صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب میں ایک حدیث ہے جو اس سارے فلسفہ کو بڑی ہی تفصیل اور عمدگی کے ساتھ بیان کرتی ہے۔

ترجمہ: حضرت موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا، کستوری والا آپ کو مفت میں کستوری مہیا کرے گا یا آپ اُس سے کستوری خرید لیں گے ورنہ کم از کم اس کی مہک ہی سونگھ لیں گے۔ اور بھٹی جھونکنے والا آپ کے کپڑے جلا ڈالے گا یا پھر کم از کم اس کا بدبو دار دھواں تو ضرور تمہارے حصہ میں ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی زندگیوں میں جو انقلاب عظیم رونما ہوا وہ رسول اللہ کی پاکیزہ محبت اور قرب کے باعث ہی آیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو ایک عربی شعر میں یوں بیان فرمایا ہے۔

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً　　　فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيكَةِ الْعِقْيَانِ

اے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اُن لوگوں کو گوبر کی طرح حقیر پایا اور (اپنی قوت فیض اور صالح صحبت

سے) اُن کو سونے کی چمکتی ہوئی ڈلیوں کی طرح بنا دیا۔

پھر فرماتے ہیں:

''یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ بیٹھے آخر نتیجہ یہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ ۔ گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اگر دور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے خدا کا قرب بندگان خدا کا قرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۔ (التوبہ:۱۱۹) اس پر شاہد ہے۔'' (ملفوظات جلد اوّل نیا ایڈیشن صفحہ ۳۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحبت صالحین کو تزکیہ اور اصلاح نفس کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اصلاح نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ یعنی ایمان والو تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔'' (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۴۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

''قرآن شریف میں آیا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا اُس نے نجات پائی۔ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے لئے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔'' (ملفوظات جلد اوّل نیا ایڈیشن صفحہ ۳۰۶)

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اس میں بڑا نقطہ معرفت یہی ہے کہ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے ایک راستباز کی صحبت میں رہ کر انسان راستبازی سیکھتا ہے اور اُس کے پاک انفاس کا اندر ہی اندر اثر ہونے لگتا ہے جو اُس کو خدا تعالیٰ پر ایک سچا یقین اور بصیرت عطا کرتا ہے۔'' (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۴۸)

مثل مشہور ہے

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

اچھی صحبت تجھے صالح اور بری صحبت تجھے برا بنا دے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں؟ اُس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا۔ کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں

جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئیے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۴۷)

پھر فرماتے ہیں:

"انسان کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ایک بدصحبت بھی ہے۔ دیکھو ابوجہل خود تو ہلاک ہوا مگر اور بھی بہت سے لوگوں کو لے مرا جو اُس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ اس کی صحبت اور مجلس میں بجز استہزاء اور ہنسی ٹھٹھے کے اور ذکر ہی نہ تھا۔" (ملفوظات جلد اوّل نیا ایڈیشن صفحہ ۴۲۷۔۴۲۸)

حضرت مصلح موعود تفسیر کبیر میں ایک بہت ایمان افروز واقعہ تحریر کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوربینی اور فراست پر دلالت کرتا ہے اور صحبت صالحین اختیار کرنے اور صحبت طالحین ترک کرنے کی تلقین کرتا اور نصیحت آموز سبق دیتا ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ ایک سکھ طالب علم نے جو گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا اور آپ سے عقیدت اور اخلاص رکھتا تھا کہلا بھیجا کہ پہلے تو مجھے خدا تعالیٰ کی ہستی پر بڑا یقین تھا مگر اب کچھ عرصہ سے شکوک پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے ان شکوک کو دور فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے کہلا بھیجا کہ معلوم ہوتا ہے۔ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی شخص دہریت کے خیالات اپنے اندر رکھتا ہے جس کا تم پر اثر پڑ رہا ہے تم کالج میں جس جگہ بیٹھا کرتے ہو اس جگہ کو بدل لو چنانچہ اُس نے اپنی سیٹ بدل لی اور کچھ دنوں کے بعد اس کے خیالات کی خود بخود اصلاح ہو گئی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بُرے ساتھیوں کا انسان پر کتنا بُرا اثر پڑتا ہے۔ یہی حکمت ہے جس کے ماتحت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے تو بڑی کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے تا کہ کوئی بری تحریک آپ کے قلب مطہر پر اثر انداز نہ ہو۔" (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۴۸۱۔۴۸۲)

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحبت میں رکھ کر اپنے صحابہ کو باخلاق اور خدا نما وجود بنا دیا۔ اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رفقاء کو اپنی صحبت میں رکھ کر ان میں زبردست تبدیلی پیدا کر دی۔

یہ داستان بہت طویل ہے۔ اس قلب مطہر و طاہر نے حضرت مولانا نور الدین صاحب، حضرت مولوی برہان الدین صاحب، حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحب، حضرت مولانا شیر علی صاحب، حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحب، حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب، حضرت میر محمد اسحاق صاحب الغرض بے شمار نفوس اپنے مسیحائی انفاس سے اس طرح سے زندہ کئے کہ وہ آسمانِ احمدیت کے روشن ستارے بن گئے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے اس زمانہ میں ہم کس طرح صحبت صالحین اختیار کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں فرمایا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ جماعت کو ایک دوسری قدرت دکھلائے

گا جو دائمی ہے اور جو قیامت تک قائم رہے گی آپ نے اپنے بعد قیامت تک جاری رہنے والی خلافت کی پیشگوئی فرمائی تھی۔

آج وہ خلافت ہمارے درمیان موجود ہے اور حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دور گزر رہا ہے اور دنیا کی ایجادات نے یہ ممکن بنا دیا ہے کہ وہ خوشخبریاں جن کی نوید محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنائی اور جس کا مژدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے سنایا۔ وہ ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہیں اور MTA کے ذریعہ دنیا کے تمام براعظموں میں خدا کے قائم کردہ خلیفہ کی آواز سنی جاسکتی اور آپ کو براہ راست خطاب کرتے دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ کے ارشادات پر عمل کرنا یہ اس زمانہ میں صحبت صالحین اختیار کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔

قرآن کریم کی حکومت کو دلوں پر قائم کیا جائے اور اس کی تلاوت کو حرز جان بنایا جائے اس کے مطالب پر غور کیا جائے اور خدا تعالیٰ کی عظیم الشان آخری کتاب کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہا جائے۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور سیرۃ طیبہ ہے اس کے مطالعہ سے انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب اور ملفوظات کا مطالعہ ہے جو قرآن کریم کی تشریح اور سیرت طیبہ اور احادیث کے مطالب پر مشتمل ہیں۔

اس کے بعد خلفائے احمدیت کی کتب و تفاسیر اور ان کے خطبات ہیں جو دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ملفوظات کی تشریحات ہیں۔

پھر زیارت مرکز ہے۔ یہ سب علیحدہ علیحدہ ذرائع ہیں۔ زیارت مرکز صحبت صالحین حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ بزرگوں اور علماء کے ساتھ ملاقات کے علاوہ یہاں بیوت الذکر، بہشتی مقبرہ، دار الضیافت، خلافت لائبریری، نمائش، دفاتر، الغرض بہت سے مقامات ہیں جہاں جانے سے روحانی سکون اور اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہمیشہ صحبت صالحین سے متمتع فرمائے۔ آمین

(بقیہ از صفحہ 34) ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جملہ کارکنان و رضا کاران کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حاضری جلسہ سالانہ

حدیقۃ المہدی میں منعقد ہونے والے پہلے اور چالیسویں جلسہ سالانہ برطانیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ 81 ممالک کے 29,899 افراد نے شمولیت کی۔ اس سال کی خاص بات تین ہزار سے زائد پاکستانی احمدیوں کی شمولیت بھی ہے جو کہ برطانیہ میں ہونے والے جلسوں میں اب تک سب سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ شرکاء جلسہ کو جلسہ سالانہ کے ساتھ جو برکات رکھ دی گئی ہیں ان سے کل دنیا کے احمدیوں کو فیضیاب فرمائے اور اس جلسہ کے تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے دوررس نتائج نکالے۔ آمین

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم 2006ء

امتحان سہ ماہی دوم 2006ء میں 425 مجالس کے 7752 انصار نے شمولیت کی اور 175 انصار نے یہ امتحان خصوصی گریڈ اے میں پاس کیا۔ اللہ تعالیٰ ان اراکین کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔ نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والے اراکین کے اسماء درج ذیل ہیں:

اوّل: **مکرم منور احمد تنویر (دار الصدر شرقی ب ربوہ)**

دوم: **مکرم عبدالمنان محمود شاہکوئی (نارتھ کراچی)**

مکرم ملک محمود احمد اعوان (ڈیرہ اسماعیل خان)

سوم: **مکرم عبدالسلام ارشد (شمالی چھاؤنی لاہور)**

مزید پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والے انصار:

(۱) مکرم راجہ محمد فاضل (نصیر آباد غالب ربوہ)، (۲) مکرم مجید الرحمٰن (فیصل ٹاؤن لاہور)، (۳) مکرم مرزا تنویر احمد (مارٹن روڈ کراچی)، (۴) مکرم شاہ محمد حامد گوندل (طاہر آباد جنوبی)، (۵) مکرم انجینئر شعیب احمد ہاشمی (گلشن اقبال غربی کراچی)، (۶) مکرم ناصر احمد (ناصر آباد شرقی ربوہ)، (۷) مکرم بشارت احمد طاہر (کھاریاں گجرات)، (۸) مکرم ناصر احمد بلوچ (مزنگ لاہور)، (۹) مکرم عبدالرشید ساٹری (عزیز آباد کراچی)، (۱۰) مکرم محمد توفیق (گنج جنوبی مغلپورہ لاہور)

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار:

ربوہ: مکرم عبدالغفور طور، مکرم یونس احمد خادم (دارالرحمت شرقی حلقہ راجیکی)، مکرم محمود مجیب اصغر (دارالصدر شمالی)، مکرم محمد صدیق خان، مکرم ماسٹر بشارت احمد (دارالعلوم وسطی)، مکرم عبدالرحمٰن عاجز (دارالرحمت وسطی)، مکرم منظور احمد خان (دارالعلوم غربی حلقہ خلیل)، مکرم رانا عبدالغفور خان (باب الابواب)، مکرم عبدالرشید منگلا (دارالرحمت شرقی بشیر)، مکرم عبدالسمیع خان، مکرم عبدالمنصور (دارالرحمت شرقی بشیر)، مکرم منیر احمد منیب (دارالعلوم غربی شاہد)، مکرم نثار احمد طاہر (دارالصدر شمالی حلقہ انوار)، مکرم بشیر احمد شاہد (دارالنصر غربی حلقہ قمر)، مکرم ڈاکٹر سید مسعود احمد شاہ (دارالعلوم جنوبی حلقہ بشیر)، مکرم حبیب احمد (دارالعلوم جنوبی حلقہ احمد)، مکرم حبیب اللہ شاد (دارالنصر شرقی)، مکرم عبدالرشید طاہر (دارالصدر غربی حلقہ قمر)، مکرم منظور احمد، مکرم جاوید احمد جاوید (دارالعلوم شرقی حلقہ برکت)، مکرم لعل دین صدیقی (دارالنصر غربی حلقہ اقبال)، مکرم میاں منور احمد (دارالصدر شرقی ب)، مکرم حکیم محمد نسیم (دارالنصر غربی اقبال)

ضلع فیصل آباد: مکرم محمد اصغر عتیق، مکرم جلال الدین اکبر، مکرم مظفر حسین (دارالحمد)، مکرم حافظ محمد اکرم حفیظ (کریم نگر)، مکرم محمد اشرف کاہلوں، مکرم چوہدری احمد دین، مکرم انعام اللہ ہاشمی، مکرم پروفیسر ملک مبشر احمد، مکرم اقبال مصطفیٰ (دارالذکر)، مکرم قدرت اللہ (دارالنور)

ضلع لاہور: مکرم صوبیدار (ر) منیر احمد، مکرم محمد سرور ظفر (مغلپورہ ناصر پارک) مکرم نعمت اللہ قریشی، مکرم ڈاکٹر منصور احمد، مکرم عبدالعزیز منگلا (جوہر ٹاؤن)، مکرم نصیر احمد قریشی (مغلپورہ طاہر پارک)، مکرم کیپٹن مبارک احمد، مکرم احسان الٰہی ملک، مکرم رانا فضل الرحمٰن نعیم، مکرم ڈاکٹر منصور

احمد وقار، مکرم محمد رفیق بٹ (گرین ٹاؤن) مکرم بشیر احمد (سلطان پورہ)، مکرم سلطان احمد بھٹی، مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی (بیت التوحید وحدت کالونی)، مکرم میاں محمد یوسف، مکرم مسعود احمد فاروقی (مغلپورہ گلشن پارک)، مکرم عبدالقدیر خان، مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ (فیکٹری ایریا شاہدرہ)، مکرم بشیر احمد (مغلپورہ گنج جنوبی)، مکرم قریشی محمد اکرم (شالامار ٹاؤن باغبان پورہ)، مکرم سید لوید احمد بخاری، مکرم ظہور احمد گوندل (محسن آباد)، مکرم ڈاکٹر احسان اللہ خان، مکرم نورالٰہی بشیر (مغلپورہ)، مکرم محمد الیاس بقاپوری (سول لائنز دہلی گیٹ)، مکرم محمد ارشاد (بیت التوحید رحمن پورہ)، مکرم شیخ مامون احمد (بیت الاحد)، مکرم شمس الدین سیال (بیت التوحید)

ضلع کراچی: مکرم ناصر احمد گوندل، مکرم مجیب احمد ناصر، مکرم عبدالمجید ناصر، مکرم طاہر احمد ہاشمی، مکرم حفیظ احمد شاکر، مکرم رشید الدین قمر ملک، مکرم عبداللہ بٹ، مکرم ناصر احمد قریشی، مکرم مسرت شمیم قریشی، (النور)، مکرم عزیز اللہ (کورنگی دارالنور)، مکرم چوہدری ادریس احمد، مکرم افتخار احمد خان (گلستان جوہر)، مکرم ھبۃ اللہ کاہلوں (محمود آباد)، مکرم عبدالباری قیوم شاہد، مکرم شیخ عبدالمالک (مارٹن روڈ)، مکرم محمد سرور، مکرم صوفی محمد اکرم مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد، مکرم ریاض احمد شاد، مکرم مقبول الٰہی ملک (ڈرگ کالونی)، مکرم محمد اسمٰعیل (کورنگی)، مکرم کرامت حسین مختار (اورنگی ٹاؤن)، مکرم سلمان احمد شاہد، مکرم سفیر احمد باجوہ (گلشن اقبال شرقی)، مکرم راجہ رشید احمد (ماڈل کالونی)، مکرم غلام سرور، مکرم کمانڈر جاوید اقبال، مکرم مظفر احمد ملک، مکرم نعیم احمد خان (ڈیفنس)، مکرم معز نعل بشیر شاہد، مکرم حمید اللہ (ڈرگ کالونی گرین ٹاؤن)، مکرم صابر عمران ہاشمی (گلشن جامی)، مکرم جمیل احمد بٹ (کلفٹن)۔

ضلع راولپنڈی: مکرم مبشر احمد کھوکھر، مکرم رفیق احمد بٹ، مکرم متصدق رزاق (بیت الحمد)، مکرم فیض احمد محسن، مکرم محبوب احمد ریحان، کیپٹن علم دین مشتاق، مکرم محمد رفیق جنجوعہ (پشاور روڈ شرقی)، مکرم داؤد احمد نعیم (پشاور روڈ غربی)، مکرم رفیع احمد شاہنواز (گوجر خان)، مکرم نصیر احمد شریف، مکرم رفیق احمد قریشی (پشاور روڈ)، مکرم چوہدری اقبال حسین (مسلم ٹاؤن)، مکرم محمد اشفاق بٹ، مکرم مرزا محمد اقبال (النور)، مکرم طاہر تنویر احمد ملک (واہ کینٹ لالہ رخ)، مکرم ملک محمد عبداللہ ریحان (سول لائنز)، مکرم میاں محمد اسلم شریف (ایوان توحید)، مکرم میاں عبدالقدوس (بیت الحمد ندیم کالونی)

ضلع اسلام آباد: مکرم عبدالمنان فیاض، مکرم چوہدری مبارک علی حسنات (اسلام آباد شرقی)، مکرم رفیق احمد سعید (اسلام آباد جنوبی)، مکرم ایم اے لطیف شاہد (اسلام آباد غربی)

متفرق: مکرم طاہر احمد (مردان)، مکرم عبدالہادی ساجد چاڈیو، مکرم محمد اسد اللہ (نوشہرو فیروز)، مکرم ماسٹر نذیر احمد (58/3 ٹکڑا ٹوبہ ٹیک سنگھ)، مکرم عبدالسلام (ثمر آباد سرگودھا)، مکرم میاں نذر محمد، چوہدری ناصر احمد جاوید (حافظ آباد)، مکرم چوہدری عبدالرحمن، مکرم محمد آصف محسن، مکرم جلال الدین شاد (سیالکوٹ)، مکرم مبشر احمد چوہان (کھاریاں گجرات)، مکرم چوہدری مقصود احمد (کھٹیر الوالہ گجرات)، مکرم محمد سرور ابڑو (لاڑکانہ)، مکرم عبدالمجید زاہد (کمری میر پور خاص)، مکرم سید اعجاز المبارک منیر (چک 6/11 ایل ساہیوال)، مکرم نسیم احمد وسیم (سٹیلائٹ ٹاؤن میر پور خاص)، مکرم محمد لطیف صاحب (کھاد فیکٹری ملتان شہر)، مکرم محمد صدیق (حسین آگاہی ملتان)، مکرم نذیر احمد، مکرم اشتیاق احمد شاد (شاہ رکن عالم کالونی ملتان)، مکرم ڈاکٹر طاہر اسمٰعیل (بیت السلام ملتان غربی)، مکرم سعید احمد سعید (بیت الاسلام ملتان)، مکرم مظفر احمد قریشی (ملتان کینٹ)، مکرم منصور احمد خان، مکرم چوہدری محمد ابراہیم خان (جناح ٹاؤن کوئٹہ)، ڈاکٹر منظور احمد، مکرم ارشاد احمد (پشاور شمالی)، مکرم خالد محمود، مکرم افتخار احمد، مکرم میاں نثار احمد، مکرم نعیم احمد (حیات آباد پشاور)، مکرم نذیر احمد خادم (چک 184-7A بہاولنگر) ڈاکٹر محمد سلیم (جھنگ)، مکرم عبدالرحیم بھٹہ (بورے والا وہاڑی)، مکرم ڈاکٹر ناصر احمد خان (گگو منڈی وہاڑی)، مکرم بشارت (نواب شاہ)، مکرم نصیر احمد گوندل (کھوسکی بدین)، مکرم یونس علی آصف (بدین)، مکرم مبشر احمد فرخ (لطیف آباد حیدر آباد)، مکرم بشیر احمد سنوری (ڈیرہ اسمٰعیل خان)